بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ

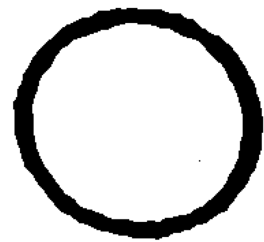
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

الانبیاء احیاء فی قبورہم یصلون

تسکین الاتقیاء
فی
حیاۃ الانبیاء علیہم السلام

مرتبہ

محمد مکی عفی عنہ



شائع کردہ

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس

حبیب آباد، پاکیوالی، علی پور، ضلع مظفر گڑھ

☎ 06511-9422 23

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(حرفے چند)

مولانا پروفیسر محمد مکی یا کیوالی

جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یا کیوالی تحصیل علی پور ضلع مظفر گڑھ کے مسئول اور شیخ الحدیث حضرت مولانا پروفیسر محمد مکی مدظلہم نے رسالہ ''تسکین الاتقیاء فی حیات الانبیاء علیہم السلام'' مرتب فرمایا۔ ستمبر ۲۰۰۱ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن شائع ہوا جسے ہم نے اس مجموعہ کا حصہ بنایا ہے۔

اسی رسالہ میں حیات الانبیاء علیہم السلام کی حیات مبارکہ وسماع فی القبر کے مسئلہ کو قرآن کریم، احادیث صحیحہ وحضرات مفسرین ومحدثین وائمہ مجتہدین وسلف صالحین وجمہور امت کی واضح عبارات سے مبرہن کیا گیا ہے۔ نیز علماء متقدمین ومتاخرین کی تحقیق عمیق سے اس اجماعی مسئلہ کو غیر متنازع فیہ اور متفق علیہ ثابت کر کے ان افتراء پردازوں کا مسکت ودندان شکن جواب دیا گیا ہے جو اس مسلک صحیحہ وجمہور امت کو خوارج ومعتزلہ اور روافض کے اشارے پر مختلف فیہ بنانے کی ناکام کوششوں میں دن رات منہمک ہیں۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

برادران اسلام! دور نبوی ﷺ سے لے کر آج تک یہودیت وعیسائیت، مذہب اسلام کو صفحہ ہستی سے نیست ونابود کرنے کے عزم کی تکمیل میں مختلف حربے استعمال کر رہی ہیں۔ چنانچہ ان کا مذموم ترین حربہ مذہب اسلام کی ان بنیادوں کو شکوک وشبہات اور عدم اعتماد سے کھوکھلا کرنا ہے جن پر عمارت دین استوار ہے۔

بنابریں! انہوں نے اس عزم خبیث کو پروان چڑھانے میں کبھی تو شرک وبدعات ورسومات قبیحہ کے وہ بدتمیز طوفان کھڑے کئے کہ مشرکین مکہ کا شرک والحاد بھی شرم سے منہ چھپائے رہ گیا اور کبھی حقانیت قرآن اس کے بھینٹ چڑھی، کبھی عصمت نبوت وختم نبوت کی رداء مطہرہ کو تار تار کیا اور کبھی یہ فتنہ انکار حدیث کے روپ میں سامنے آیا، کبھی معیار حقانیت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکذیب کا ذمہ لئے ہوئے کھڑا ہوا اور کبھی سلف صالحین رحمہم اللہ اور اجماع امت کے خلاف سازشوں کے جال بچھائے۔ غرضیکہ جن جن ستونوں پر عمارت دین محمدی ﷺ کی مدار ہے انہی انہی ستونوں میں اس دجل وفریب وخبث باطنی کے ساتھ رخنہ اندازی شروع کی کہ دنیائے انسانیت انگشت بدنداں ہے۔

چنانچہ دور حاضر میں دیگر فتن کے علاوہ ایک خبیث ترین فتنہ عصمت نبوت، مقام نبوت، خصائص نبوت اور حیات نبوت پر دست درازیوں کا ہے جس میں بڑھ چڑھ کا حصہ ان یہودیت نواز ملاؤں نے لیا جو خود کو اہل قرآن سے تعبیر کرتے ہیں اور آیات قرآنیہ کی توضیح وتشریح میں مفسرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین وائمہ مجتہدین وسلف صالحین رحمہم اللہ اور اجماع امت سے انحراف کرتے ہوئے عقلی وتخمینی ڈھکوسلوں سے کرنے میں قوت صرف کر رہے ہیں اور عام الناس کو دام تزویر میں پھنسانے اور ان کے منہ میں مٹی ڈالنے کے لئے قرآن قرآن کا نعرہ لگا کر حدیث رسول اللہ ﷺ کی (معاذ اللہ) وہ تحقیر وتذلیل اور تکذیب وتکفیر کی جارہی ہے کہ جس کی ازمنہ سابقہ میں تمثیل ملنی ناممکن ہے۔

بنابریں! آج غسل ووضو تک کے فرائض وسنن سے عدم واقفیت رکھنے والے جہلاء احادیث نبویہ ﷺ کی تنکیر وتردید میں لمحہ بھر بھی تامل نہیں کرتے اور یہودیت نواز رافضیت کے پروردہ ملاؤں کی رنگینی گفتار میں سلف صالحین واکابرین امت رحمہم اللہ (جن کی زندگیاں قرآن وسنت کی عدیم المثال خدمات میں صرف ہوئیں) کو مشرک وکافر تک کہنے میں دریغ نہیں کرتے۔

برادران اسلام! چنانچہ حیات النبی ﷺ فی القبر کا انکار بھی انہی یہودی ومعتزلی سازشوں کا شاخسانہ ہے جو کہ ۴۴۵ھ میں اعتزال ورافضیت کے علمبردار ہکدری نے وفات النبی ﷺ اور جسد جمادی کی تمہید سے انتفائے نبوت کا عقیدہ اختیار کیا۔ اس کا یہ اعتقاد تھا کہ حضور اکرم ﷺ کا جسد اطہر روضہ اقدس میں محض بے حس وبے شعور وبے جان ہے۔ (معاذ اللہ) اس نے اس نظریہ خبیثہ کو انعزال نبوت (یعنی آپ ﷺ وفات شریفہ کے بعد مردہ اور بے جان ہیں۔ (معاذ اللہ) بنابریں آپ ﷺ اب حقیقتاً رسول نہیں رہے) کے لئے ایک سیڑھی بنایا۔

چنانچہ اس ملحدانہ و زندیقانہ نظریہ کے ابطال کی طرف اہل حق متوجہ ہوئے۔ جن میں سے اس وقت کے امام حدیث علامہ احمد بن الحسین البیہقی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۵۸ھ) اور امام ابوالقاسم عبدالکریم القشیری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر محدثین کرام رحمہم اللہ نے نہایت ثابت قدمی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس نظریہ خبیثہ کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی اور واضح فرمایا کہ قرآن وسنت کا صحیح استدلال کیا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف عجیب ''حیات الانبیاء علیہم السلام'' اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

آج بھی یہودیت و رافضیت کے اشارہ پر ان کے پروردہ اس نظریہ کو پھیلانے میں اور امت اسلامیہ کو ایک عمیق سازش کے تحت تباہ و برباد کرنے میں مگن ہیں اور محبوب دو عالم صاحب حیات فی القبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں وہ زبان درازیاں شروع کر رکھی ہیں (معاذ اللہ) کہ زبان قلم میں سکت بیان نہیں۔ علاوہ ازیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و جمہور محدثین و مفسرین و اکابرین امت رحمہم اللہ اسلامیہ کے بارے میں زبانی اور تحریری طور پر وہ یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی کی جارہی ہے کہ الامان والحفیظ!

بنابریں! اس طائفہ رذیلہ کے چند نظریات باطلہ و زبان درازیوں کو انہیں کی عبارات سے مترشح کیا جاتا ہے اور مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر ان کی چند مذموم حرکات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

چنانچہ کبھی سادات حضرات انبیاء علیہم السلام کو ادائیگی فریضہ رسالت میں (معاذ اللہ) کوتاہیاں کرنے والے ثابت کیا جاتا ہے اور کبھی جناب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (معاذ اللہ) غلطیاں اور غلطوڑ کرنے والے بتایا جاتا ہے۔ کبھی سیدنا آدم علیہ السلام کو معاذ اللہ ظالم اور سیدنا موسیٰ کو (معاذ اللہ) ڈکٹیٹر اور جلدباز کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جوش خطابت میں معاذ اللہ ڈاکیا سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ کبھی لفظ نبی الامی کا معنی (معاذ اللہ) جاہل واجہل کرنے سے حیا نہیں آتی۔ کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر روضہ اقدس پر حاضری کے وقت صلوٰۃ وسلام پڑھنے والوں کو انگوٹھے دکھا کر کہا جاتا ہے کہ آپ معاذ اللہ یہ سنتے ہیں اور کبھی حدیث نبوی ''لاتجعلوا قبری عیداً'' کا معنی یہ کیا جاتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری قبر پر نہ آنا، معاذ اللہ کبھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو (معاذ اللہ) بدعتی تک کہہ کر معتزلی ذہن کو تسکین دی جاتی ہے اور کبھی خلافت نبوت میں اوّلیت کو عدم فضیلت کی چیز کہہ کر اس کا مستحق چوڑھے، چمار، کٹانا اور مصلّی کو قرار دے کر رافضیت نوازی کو مستحکم کیا جاتا ہے۔

کبھی گنبد خضراء کو ریاض الجنۃ سے خارج کہہ کر اور کبھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قبر میں نماز پڑھنے کو بے جان کنکریوں کے بولنے اور کھجور کے مردہ تنے کے رونے سے تشبیہ دے کر حضرات انبیاء علیہم السلام کے تشخص کو مجروح کیا جاتا ہے اور کبھی رفع سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اور واقعہ معراج جسمانی کو بناوٹی وغیر صحیح کہہ کر اپنے مرزائیت اور عیسائیت نواز ہونے کو تقویت پہنچائی جاتی ہے۔

کبھی سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر تلمیذ نبوت کو (معاذ اللہ) غیر معروف بالعدالۃ والفقہ صحابی ہونے کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی (معاذ اللہ) حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ اور دیگر قبیلہ بنو تمیم کے اصحاب نبوت کو الو کے پٹھے اور بھڑی بلے اور گور نے والے کہہ کر اپنے رافضی ایمان کو ترقی دی جاتی ہے اور کبھی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کو (معاذ اللہ) نامراد کہہ کر اپنی نامرادی کا ثبوت دیا جاتا ہے۔

کبھی علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم المرتبت مفسر کو زیادہ باپوں والا کہہ کر اور کبھی بخاری شریف جیسی صحیح کتاب کو پوتھیاں اور زٹلیات سے تعبیر کر کے اپنے نمک حرامی ہونے کا اظہار کیا جاتا ہے۔

کبھی جمہور امت کو معاذ اللہ زنبور کہہ کر اور قائلین سماع صلوٰۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ کو کافر ومشرک وملحد لکھ کر اور کبھی استشفاع عند قبر النبی ﷺ کے قائلین کو جنگلی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ ودیگر جلیل القدر محدثین کرام رحمہم اللہ جیسی شخصیات کو مشرک کہہ کر اپنی صفت ارتداد کو نمایاں کیا جاتا ہے۔

کبھی احادیث نبویہ کو (معاذ اللہ) مخالف قرآن کہہ کر بھگانے کا اعلان کیا جاتا ہے اور کبھی زیارت نبوی ﷺ کو (معاذ اللہ) کذب وافتراء کے پلڑے میں ڈال دیا جاتا ہے۔ کبھی عذاب قبر کا انکار کر کے اور کبھی اثبات عذاب القبر پر مشتمل احادیث صحیحہ کو (معاذ اللہ) موجب شرک وردی کی ٹوکری میں ڈالنے کا پروگرام بنا کر اپنے اعتزال وخوارجیت کو مبرہن کیا جاتا ہے اور کبھی احادیث نبویہ سے مسائل شرعیہ وعقائد ایمانیہ کے استدلال کو معاذ اللہ کانٹوں پر ہاتھ مارنے سے تشبیہ دی جاتی ہے۔

الغرض! جمیع شعائر دینیہ کو تضحیک وتمسخر وتنکیر وتردید کا نشانہ بنایا جاتا ہے:

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیوں کرتے نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

برادران اسلام! ان کفریہ وملحدانہ زبان درازیوں کے باوجود اہل ایمان افراد کا ان کی محافل میں شرکت کرنا اور ان خبثاء سے متعلق رہنا دینی بے غیرتی وبے حمیتی کے سواء اور کیا ہوسکتا ہے:

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

چنانچہ یہ عریضہ بھی دفاع عصمت وخصائص انبیاء علیہم السلام کا ایک حصہ ہے جس میں مسئلہ حیات الانبیاء علیہم السلام فی القبر کو قرآن وسنت وسلف صالحین واکابرین علماء امت اسلامیہ رحمہم اللہ کی تحقیق عمیق واجماع امت مسلمہ کی روشنی میں مدون ومرتب کیا گیا ہے۔ اللھم تقبلہ منی بوسیلۃ نبیک وحبیبک سیدنا محمد ﷺ آمین!

ابن حبیب عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام قرآن کریم کی روشنی میں

برادران اسلام! اولاً ان آیات کریمہ کا ذکر کیا جاتا ہے جن سے اکابرین امت اسلامیہ نے حیات انبیاء علیہم السلام کے عقیدہ صحیحہ کا استدلال کیا ہے اور ان آیات مقدسہ کے معانی وتوضیحات کو متقدمین ومتاخرین حضرات مفسرین رحمہم اللہ کی تفسیری نکات سے مترشح کیا گیا ہے۔

آیت نمبر ۱: ''ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولٰکن لا تشعرون'' (ترجمہ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے جاتے ہیں ان کی نسبت یوں بھی مت کہو کہ وہ مردے ہیں بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں، لیکن تم حواس سے ادراک نہیں کر سکتے۔ (بیان القرآن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

آیت نمبر ۲: ''ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون'' (ترجمہ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں ان کو رزق بھی ملتا ہے۔ (بیان القرآن حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

توضیحات

۱...... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''اور وہ یہی حیات ہے جس میں حضرات انبیاء علیہم السلام شہداء سے بھی زیادہ امتیاز اور قوت رکھتے ہیں۔ حتیٰ کہ بعد موت ظاہری کے سلامت جسد کے ساتھ ایک اثر اس حیات کا اس عالم کے احکام میں ظاہر ہوتا ہے کہ مثل ازواج احیاء کے ان کی ازواج سے کسی کو نکاح جائز نہیں ہوتا اور ان کا مال میراث میں تقسیم نہیں ہوتا۔ پس اس حیات میں قوی تر حضرات انبیاء علیہم السلام ہیں۔''

(بیان القرآن ج ۱ ص ۴۴۹، معارف القرآن ج ۱ ص ۳۹۷، تفسیر ماجدی ج ۱ ص ۵۹)

۲...... علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں: ''میرے نزدیک تحقیق یہ ہے کہ یہ حیات شہداء ہی کو عطا نہیں ہوئی بلکہ آثار و احکام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام میں یہ حیات سب سے زیادہ ہے جس کا اثر خارج میں یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات سے آپ ﷺ کی وفات کے بعد نکاح جائز نہیں۔'' (مظہری ج ۱ ص ۲۶۲)

۳...... علامہ شوکانی رحمہ اللہ صاحب تفسیر فتح القدیر فرماتے ہیں: ''ورد النص فی کتاب اللہ فی حق الشھداء انھم احیاء یرزقون وان الحیاۃ فیھم متعلقۃ بالجسد فکیف بالانبیاء والمرسلین وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححہ البیھقی وفی صحیح مسلم عن النبی ﷺ قال مررت بموسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ۔ انتھی'' (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴ طبع مصر)

(ترجمہ) قرآن کریم کی صریح آیات شہداء کی حیات کے متعلق وارد ہیں کہ وہ زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کی حیات جسم سے متعلق ہے تو حضرات انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کی حیات جسم سے کیوں متعلق نہ ہوگی اور حدیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ امام منذری رحمہ اللہ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے اور صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے معراج کی رات سرخ ٹیلے کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں کھڑے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔

۴...... علامہ شوکانی دوسرے مقام پر لکھتے ہیں: ''انہ ﷺ حی فی قبرہ بعد موتہ کما فی حدیث الانبیاء احیاء فی قبورھم وقد صححہ البیھقی والف فی ذالک جزءا قال الاستاذ ابو منصور البغدادی قال المتکلمون المحققون من اصحابنا ان نبینا ﷺ حی بعد وفاتہ انتھی ویؤید ذالک ماثبت ان الشھداء احیاء یرزقون فی قبورھم والنبی ﷺ منھم'' (نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۰۱ طبع مصر)

(ترجمہ) آنحضرت ﷺ وفات کے بعد اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی تصحیح کی ہے اور اس مسئلہ میں انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا ہے۔ استاذ ابو منصور البغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں محقق متکلمین کا ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ وفات کے بعد زندہ ہیں، ان کا بیان ختم ہوا اور اس کی تائید یہ بات بھی کرتی ہے کہ شہداء زندہ ہیں اور قبروں میں ان کو رزق دیا جاتا ہے اور آنحضرت ﷺ بھی شہید ہیں۔

۵...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ شارح صحیح بخاری فرماتے ہیں: ''واذا ثبت انھم احیاء من حیث النقل فانہ

یقویہ من حیث النظر کون الشہداء احیاء بنص القرآن و الانبیاء افضل من الشہداء'' (ترجمہ) اور جب نقل کے لحاظ سے ان کا زندہ ہونا ثابت ہے تو دلیل عقلی اور قیاس بھی اس کی تائید کرتا ہے اور یہ کہ شہداء نص قرآن کے رو سے زندہ ہیں اور حضرات انبیاء کرام تو شہداء سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ (تو بطریق اولیٰ ان کو حیات حاصل ہوگی)

(فتح الباری شرح بخاری ج ۶ ص ۳۷۹)

تمام اہل اسلام اس امر پر متفق ہیں کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی قبر اور برزخ میں حیات حضرات شہداء کی حیات سے اعلیٰ و ارفع ہے اور جب شہداء کی زندگی نص قرآنی سے ثابت ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں تو حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی رو سے اس صحیح روایت سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے شہادت کا بلند مقام بھی مرحمت فرمایا ہے اور قرآن کریم میں شہداء کی جو زندگی اور حیات منصوص ہے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ہے۔ نص قرآنی اور صحیح حدیث کو ملانے کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مذکور حدیث کے علاوہ یہ ایک الگ اور جدا دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں زندہ ہیں اور یہ محض قیاسی فقہی اور نظری دلیل ہی نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے پہلے عرض کیا گیا ہے بلکہ اس روایت کی رو سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت بھی منصوص ہے اور نص قرآنی سے شہداء کی حیات بھی منصوص ہے۔

۶...... محدث شہیر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان اللہ جل ثناءہ ردا الی الانبیاء ارواحھم فھم احیاء عند ربھم کالشہداء'' (حیات الانبیاء ص ۱۴، وفاء الوفاء ص ۴۰۴ ج ۲)

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ارواح ان کی طرف لوٹا دیئے ہیں سو وہ اپنے رب کے ہاں شہیدوں کی طرح زندہ ہیں۔

۷...... علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لا شک فی حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفاتہ و کذا سائر الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم حیاۃ اکمل من حیاۃ الشہداء التی اخبر اللہ بھا فی کتابہ العزیز'' (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۵)

(ترجمہ) وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اسی طرح باقی تمام انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کی یہ حیات شہداء کی اس حیات سے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کیا ہے بڑھ کر ہے۔

۸...... علامہ سید محمود آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وھی فوق حیوۃ الشہداء بکثیر و حیوۃ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اکمل واتم من حیوۃ سائرھم علیہم السلام الی ان قال ان تلک الحیوۃ فی القبر وان کانت یترتب علیھا بعض مایترتب علی الحیوۃ فی الدنیا المعروفۃ لنا من الصلوۃ و الاذان و الاقامۃ ورد السلام المسموع ونحو ذالک الا انھا لا یترتب علیھا کل مایمکن ان یترتب علی تلک الحیوۃ المعروفۃ'' (روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۶)

(ترجمہ) اور یہ حیات شہداء کی حیات سے بہت اونچی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات تو تمام انبیاء علیہم السلام سے اکمل و اتم ہے۔ (پھر آگے فرمایا) اس قبر کی زندگی پر اگرچہ بعض وہ امور مترتب ہوتے ہیں جو ہماری دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں۔ مثلاً نماز، اذان، اقامت اور سنے ہوئے سلام کا جواب لوٹانا اور اسی طرح کے کئی امور مگر اس پر وہ سب امور مترتب نہیں ہوتے جو دنیا کی معروف زندگی پر مترتب ہوتے ہیں۔

۹...... امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۴۶۵ھ) فرماتے ہیں: ''وعندھم محمد صلوٰت اللہ علیہ حی فی قبرہ قال اللہ تعالٰی ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم فاخبر سبحانہ ان الشھداء احیاء عند ربھم فالانبیاء اولٰی بذالک لتقاصر رتبتہ الکافۃ عن درجۃ النبوۃ''
(ترجمہ) اوران (امام ابوالحسن اشعری رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور ہرگز ان لوگوں کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کئے گئے یہ خیال نہ کرنا کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں۔ اس ارشاد میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ شہداء زندہ ہیں، جب شہداء زندہ ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام بطریق اولیٰ زندہ ہیں۔ کیونکہ سب کا رتبہ نبوت کے رتبہ سے قاصر ہے۔ (الرسائل القشیریہ ص ۱۰ طبع کراچی)
۱۰...... عقیدۃ السفارینی میں ہے: ''ان الموت لیس لعدم محض وانما ھو انتقال من حال الی حال ویدل علٰی ذالک ان الشھداء بعد موتھم وقتلھم احیاء عند ربھم یرزقون فرحین وھذا صفۃ الاحیاء فی الدنیا واذا کان ھذا فی الشھداء کان الانبیاء علیہم السلام بذالک احق اولٰی'' (عقیدۃ السفارینی ج ۲ ص ۳۹)
(ترجمہ) حقیقت یہ ہے کہ موت عدم محض نہیں بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت میں منتقل ہونے کا نام ہے اوراس پر شہداء کا وجود دلالت کرتا ہے کہ شہدائے کرام اپنی موت وقتل کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں سے رزق دیئے جاتے ہیں اورخوش ہیں اور یہ دنیوی زندگی کے اوصاف ہیں اور جب یہ اوصاف شہداء کرام میں پائے جاتے ہیں تو حضرات انبیاء علیہم السلام میں بدرجہ اولیٰ پائے جاتے ہیں۔
۱۱...... شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''والذی نعتقد ان رتبتہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم اعلٰی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌ فی قبرہ حیوۃ مستقرۃ ابلغ من حیاۃ الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذھو افضل منھم بلاریب وانہ صلی اللہ علیہ وسلم یسمع من یسلم علیہ'' (اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ مطبوعہ کانپور)
(ترجمہ) ہمارا یہ یہی اعتقاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حیات شہداء کی حیات سے جو قرآن پاک میں منصوص ہے بہت بالا ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بلاریب افضل ہیں اور آپ اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کے سلام کو خود سنتے ہیں۔
آیت نمبر ۳: ''واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا الخ'' (ترجمہ) اور آپ ان سب پیغمبروں سے جن کو ہم نے آپ سے پہلے بھیجا ہے پوچھ لیجئے۔ (بیان القرآن، از حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

توضیحات

۱...... علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قال الزھری سعید بن جبیر وابن زید ان جبرئیل قال ذالک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم لما اسری بہ فالمراد سوال الانبیاء فی ذالک الوقت عند ملاقاتہ لھم'' (ترجمہ) امام زہری رحمۃ اللہ علیہ وسعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ وابن زید فرماتے ہیں کہ شب معراج حضرات جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے عرض کیا کہ انبیاء علیہم السلام سے سوال فرمادیں اس سے مراد یہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام سے ان کی ملاقات کے وقت سوال کرنے کو کہا۔ (فتح القدیر للشوکانی ج ۴ ص ۵۵۷ طبع بیروت)

۲...... مفسر قرآن قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عن ابن عباس قال لما اسری بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث اللہ آدم و اولادہ من المرسلین الی ان قال جبرائیل تقدم یا محمد فصل بھم فلمّا فرغ من الصلوٰۃ قال جبرائیل سل یا محمد من ارسلنا الخ'' (تفسیر مظہری ص ۳۵۳)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج سے مشرف فرمایا تو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کے جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو اٹھایا۔ حتیٰ کہ جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آگے بڑھیے اور انہیں نماز پڑھایئے تو جب نماز سے فارغ ہوئے تو جبرئیل امین علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ان سے سوال فرمایئے۔

۳...... علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وقال عبدالرحمن بن زید بن اسلم و اسئلھم لیلۃ الاسری فان الانبیاء علیہم السلام جمعوا لہ'' (ترجمہ) حضرت عبدالرحمن بن زید بن اسلم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے شب معراج سوال فرمایا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جمع فرمایا گیا تھا۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۱۲۹)

۴...... علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں: ''ویؤیدہ حدیث عبدالرحمن بن ھاشم عن انس ففیہ و بعث لہ آدم و من دونہ من الانبیاء علیہم السلام'' (ترجمہ) اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا روح مع الجسد حاضر ہونے کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر سیدنا آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کو اٹھا کر حاضر کیا گیا۔ (فتح الباری ج ۷ ص ۱۴۷)

۵...... محدث کبیر حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ومما یؤید تشکل الانبیاء و تصورھم علی وجہ الجمع بین اجسادھم و ارواحھم قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا موسی قائم یصلی فی قبرہ فان حقیقۃ الصلوٰۃ وھی الاتیان بالافعال المختلفۃ انما تکون للشباح لا للارواح'' (مرقاۃ ج ۱۱ ص ۱۵۷)

(ترجمہ) حضرات انبیاء علیہم السلام کے شب معراج روح مع الجسد حاضر ہونے کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔ پس نماز کی حقیقت مختلف اعمال کا بجالانا ہے اور ان کا بجالانا جسموں کا کام ہے صرف روح کا نہیں۔

۶ علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری مزید فرماتے ہیں: ''انہ صلی اللہ علیہ وسلم رای موسی قائم یصلی فی قبرہ ثم عرج بہ ھو من ذکر من الانبیاء الی السموات فلقیھم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اجتمعوا فی بیت المقدس فحضرت الصلوٰۃ فامھم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم قال و صلوتھم فی اوقات مختلفۃ و فی اماکن مختلفۃ لا یردہ العقل و قد ثبت بہ النقل فدل ذالک علی حیاتھم'' (فتح الباری ج ۶ ص ۳۱۲)

خلاصہ عبارت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھنا، پھر دوران معراج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرات انبیاء کو ملنا، پھر ان کا بیت المقدس میں جمع ہونا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو امامت کرانا اور ان کا مختلف مقامات پر مختلف اوقات میں ہونا عقلاً صحیح اور نقلاً ثابت ہے اور یہ چیز حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتی ہے۔

۷...... امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''آیت کی صحیح تفسیر یہی ہے کہ آیت کو اس کے ظاہری معانی پر رکھا جائے اور ملاقات روح مع الجسم سے ہوئی صرف ارواح سے نہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں جو نماز پڑھی وہ روح مع الجسم تھی۔'' (تفسیر قرطبی ج ۱۶ ص ۹۴)

۸...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم کی اقتداء میں نماز پڑھنے والے انبیاء کی سات صفیں تھیں، تین صفیں رسولوں کی اور چار صفیں نبیوں کی تھیں۔ نبی کریم ﷺ کی پشت مبارک کے ٹھیک پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے اوران کے دائیں جانب حضرت اسماعیل علیہ السلام اور بائیں جانب حضرت اسحاق علیہ السلام تھے۔ پھر باقی رسول تھے۔ آپ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے وحی کی ہے کہ میں آپ حضرات علیہم السلام سے توحید کے متعلق سوال کروں۔'' (تفسیر جمل)

۹...... تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر جلالین، تفسیر درمنثور، تفسیر کرخی، تفسیر کشاف (زمخشری)، تفسیر مدارک التنزیل، تفسیر کبیر، تفسیر روح المعانی وغیرہم تفاسیر میں اس آیت مبارکہ کے تحت یہی مرقوم ہے کہ اس کا مقام نزول شب معراج بیت المقدس ہے جس میں جمیع حضرات انبیاء علیہم السلام کو حضور اکرم ﷺ کے لئے جمع کیا گیا اور آپ ﷺ نے ان کو نماز پڑھائی اور اس موقع پر انبیاء علیہم السلام روح مع الجسم جمع ہوئے تھے۔

آیت نمبر ۴: ''ولقد اتینا موسی الکتاب فلا تکن فی مریة من لقاءہ'' (ترجمہ) اور ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب دی سو آپ ﷺ ان کے ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے۔

توضیحات

۱...... علامہ شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قال المفسرون وعد رسول اللہ ﷺ انہ سیلقی موسی قبل ان یموت ثم لقیہ فی السماء وفی بیت المقدس حین اسری بہ'' (ترجمہ) مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات کا وعدہ فرمایا اور وہ آسمان پر بھی ہوئی اور بیت المقدس میں بھی جب آپ ﷺ معراج پر تشریف لے گئے۔

۲...... علامہ آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فلاتکن فی مریة من لقائہ واخرج الطبرانی وابن مردویہ بسند صحیح من ابن عباس انہ قال فی الآیة ای من لقاء موسی واخرج ابن ابی حاتم عن ابی العالیة انہ قال کذالک فقیل لہ او لقی علیہ السلام موسی قال نعم الا تریٰ الی قولہ تعالیٰ واسئل من ارسلنا الخ واراد بذالک لقائہ ﷺ ایھا لیلة الاسریٰ کما ذکر فی الصحیحین وغیرھما وروی نحو ذالک عن قتادہ وجماعة من السلف'' (تفسیر روح المعانی ج ۲۱ ص ۱۳۷)

(ترجمہ) طبرانی اور ابن مردویہ نے سند صحیح سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ لقا سے مراد ہی ملاقات موسیٰ علیہ السلام ہے۔ ابو العالیہ سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی؟ فرمایا ہاں ہوئی کیا تم نے نہیں دیکھا کہ فرمان باری تعالیٰ ہے۔ ''واسئل من ارسلنا الخ'' سے مراد شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہے۔ جیسا کہ بخاری اور مسلم میں موجود ہے۔ اسی طرح قتادہ رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت سلف صالحین رحمۃ اللہ علیہم سے بھی مروی ہے۔

۳...... علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں: ''قال قتادة حدثنی ابن عم نبیکم یعنی ابن عباس قال رسول اللہ ﷺ رأیت لیلة اسری بی موسی بن عمران رجلاً ادم طوالا وقال ابن عباس فلاتکن فی مریة من لقائہ انہ قد رأی موسی ولقی موسی لیلة اسری بہ'' (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۴۶۳)

(ترجمہ) حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے شب معراج حضرت موسی علیہ السلام کو دیکھا، وہ گندم گوں اور لمبے قد کے ہیں۔ نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس آیت سے ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات شب معراج حضرت موسی علیہ السلام سے ہوئی۔

۴...... امام رازی فرماتے ہیں: ''معناه فلا تكن في شك من لقاء موسى فانك تراه وتلقاه''

(ترجمہ) یعنی یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھیں گے اور ان سے ملیں گے۔ (تفسیر کبیر ص ۵۶۵)

۵...... تفسیر خازن، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر قرطبی وغیرہ میں اس آیت کے تحت یہی مرقوم ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ موسی علیہ السلام سے ملاقات میں شک نہ فرماویں اور شب معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا موسی علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔

۶...... محدث کبیر علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں: ''وكان قتادة يفسرها ان النبي صلی اللہ علیہ وسلم قد لقي موسى ووافقه عليه جماعة وقد جمع البيهقي كتابا لطيفاً في حياة الانبياء في قبورهم ورد فيه حديث انس ''الانبياء احياء في قبورهم يصلون'' اخرجه من طريق يحيى بن ابى كثير وهو من رجال الصحيح عن المستلم بن سعيد وشاهد هذا الحديث ماثبت في صحيح مسلم من رواية حماد بن سلمة عن ثابت عن انس رفعه مررت بموسى ليلة اسرى بى عند الكثيب الاحمر وهو قائم يصلي في قبره''

(ترجمہ) حضرت قتادہ اور مفسرین کرام رحمہم اللہ کی ایک جماعت نے اس کی تفسیر یہی کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا موسی علیہ السلام سے ملاقات کی۔ پھر آگے فرمایا کہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں ایک عمدہ کتاب لکھی ہے اور اس میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ اس حدیث کو انہوں نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمۃ اللہ علیہ اور مستلم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے جو کہ صحیح مسلم کے رواۃ میں سے ہے اور اس حدیث کی شاہد وہ حدیث ہے جو صحیح مسلم شریف میں حضرت حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں شب معراج موسی علیہ السلام کی قبر سے جو کہ ریت کے سرخ ٹیلے کے قریب واقع ہے۔ گزرا اس حال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

آیت نمبر ۵: ''يايها الذين آمنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبي ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط اعمالكم وانتم لا تشعرون'' (الحجرات)

(ترجمہ) اے ایمان والو بلند نہ کرو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بھی اس قدر آواز بلند نہ کیا کرو جیسے کہ ایک دوسرے کے سامنے کرتے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔

توضیحات

۱ اکابرین اہلسنت اور جمہور مفسرین رحمہم اللہ کا اجماع ہے کہ درود وفات کے بعد بھی یہی حکم قرآنی روضہ اطہر کے پاس کامل ادب واحترام ملحوظ رکھنے کا متقاضی ہے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدود میں شرعی ضروریات کے علاوہ آواز

ہمیشہ پست رہے۔ (مدارک الاذکیاء فی حیات الانبیاء ص ۱۷۷)

۲...... شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔'' (تفسیر عثمانی ص ۶۲۹)

۳...... محدث اعظم حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ شارح ابوداؤد فرماتے ہیں: ''آنحضرت حیات ہیں، لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدود میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔'' (تذکرۃ الخلیل ص ۲۰۶)

۴...... قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اور بہت پکار کر نہ بولے بلکہ آہستہ آہستہ خضوع اور ادب سے بہ نرمی عرض کرے ''السلام یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من فلاں بن فلاں یستشفع بک الی ربک'' (زبدۃ المناسک ص ۹۰)

۵...... محدث شہیر حضرت ملا علی قاری المکی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور روزگار تصنیف ''ارشاد الساری'' میں باب زیارۃ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم '' کے تحت ارشاد فرماتے ہیں: ''ثم توجه مع رعاية غاية الادب فقام تجاه الوجه الشريف متواضعاً خاشعاً مع الذلة والانكسار والخشية والوقار والهيبة والافتقار غاض الطرف مكفوف الجوارح فارغ القلب واضعاً يمينه علٰى شماله مستقبلاً الوجه الكريم مستدبراً للقبلة محترزاً عن اشغال النظر بما هناك من الزينة متمثلاً صورته الكريمه في خيالك مستشعراً بانه عليه السلام عالم بحضورك وقيامك وسلامك مستحضراً عظمته وجلاله وشرفه وقدره صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال مسلّماً مقتصداً من غير رفع صوت لقوله تعالٰى ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله ولا اخفاء بحضور وحياء''

(ارشاد الساری الی مناسک الملا علی القاری ص ۳۳۸ طبع مصر)

(ترجمہ) پھر انتہائی ادب کے ساتھ چہرہ اقدس کی طرف متوجہ ہو، تواضع، رسوائی، ذلت، انکساری، خوف اور سکون کے ساتھ اور ہیبت، محتاجی، نگاہوں کو پست کئے ہوئے، جوارحات کو حرکات سے بند رکھتے ہوئے، دل کو ہر بات سے اس مقصود کے لئے فارغ کئے ہوئے اور دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھے ہوئے چہرہ مکرم کی طرف منہ کئے ہوئے اور قبلہ مبارکہ کی طرف پشت کئے ہوئے اور وہاں کی آرائش وتزئین سے نگاہوں کو بچاتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ کا تصور لئے ہوئے اور یہ سمجھتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیری موجودگی و تیرے قیام اور تیرے سلام سے باخبر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وجلالت بلندی قدر کو ملحوظ رکھتے ہوئے، پھر سلام پیش کرے۔ میانہ روی سے اور آواز کو پست رکھتے ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ: ''اپنی آواز کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے پست رکھو'' اور بے شک جو لوگ بارگاہ نبوت میں اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں اور نہ زیادہ اخفاء کے ساتھ اور حضور قلب اور حیاء کے ساتھ سلام عرض کرے۔

۶...... شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آواز بلند کرنے کو ناپسند فرماتے تھے اور جو شخص مسجد نبوی میں آواز بلند کرتا تو اس کو یہ فرماتے تھے: ''لقد اذيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم '' (ترجمہ) البتہ تحقیق تو نے (آواز بلند کرکے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (قبر مبارک میں) ایذاء پہنچائی ہے۔

(بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۱۹، از شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

نوٹ: برادران اسلام! آپ نے آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرین رحمۃ اللہ علیہم کی بالاختصار تشریحات وتوضیحات کو پڑھا جو کہ انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ فی القبر کے اثبات میں پیش فرمائیں۔

کیا دور نبوی سے آج تک کے جمیع ادوار وطبقات کے جمیع حضرات مفسرین صحیح مقاصد ومفاہیم قرآنیہ سے ناواقف تھے یا انہوں نے اس عقیدہ صحیحہ کا استدلال امت اسلامیہ میں (معاذ اللہ) شرک پھیلانے کے لئے کیا؟ یا آج کے چند جاہل رافضی ومماتی گویے بعینہ مرزائیت کی اتباع میں آیات قرآنیہ کی جاہلانہ وگھڑنتو تاویلات سے (جو کہ آج تک کے اہلسنت والجماعت کے کسی ایک مفسر سے بھی ثابت نہیں) امت اسلامیہ کو کفر وارتداد وتوہین نبوت کے سیلاب میں بہا کر لے جانے کی عمیق سازش میں منہمک ہیں۔

چنانچہ جمیع اہل اسلام سے گزارش ہے کہ خدارا ان مرزائیت ورافضیت نواز گویوں سے دور رہ کر اپنے آپ کو حضرات اکابرین رحمۃ اللہ علیہم واسلاف امت سے وابستہ رکھیں۔ ابن حبیب عفی عنہ

حیات الانبیاء علیہم السلام فی الحدیث

دور نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کے جمیع اہل ایمان کا یہ عقیدہ اجماعیہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں روح مع الجسم زندہ ہیں اور قبور پر حاضر ہونے والوں کا سلام بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ آیات قرآنیہ سے بالتوضیح استدلال کے بعد احادیث صحیحہ اور ائمہ حدیث کی تشریحات وتوضیحات رقم کی جاتی ہیں۔

حدیث نمبر ا: امام ابویعلیٰ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو الجہم الازرق بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن ابی بکیر رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مستلم بن سعید رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ حجاج سے اور وہ ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' (ترجمہ) حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔ (حیات الانبیاء للبیہقی ص ا، شفاء السقام ص ۱۳۴، خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۲۸۱)

ائمہ حدیث کی نظر میں

ا...... حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری فرماتے ہیں: ''وصححه البیهقی'' کہ اس حدیث کی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے تصحیح کی ہے۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ٦ ص ۳۵۲)

۲...... حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ شارح مشکوۃ فرماتے ہیں: ''صحّ خبر الانبیاء احیاء فی قبورھم'' کہ الانبیاء احیاء فی قبورھم کی حدیث صحیح ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۲۱۲)

۳...... علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری نے (فیض الباری ج ۲ ص ٦۴) اور علامہ شبیر احمد عثمانی نے (فتح الملہم شرح مسلم ج ا ص ۳۲۹) اور علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ نے (فیض القدیر ج ۳ ص ۱۸۴) میں رقم فرمایا ہے کہ: ''یہ حدیث صحیح ہے۔''

۴...... شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ابویعلی بنقل ثقات از روایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ آوردہ قال: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' (ترجمہ) امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ ثقہ راویوں کی نقل سے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۵...... علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رجال ابی یعلی ثقات'' (مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۱۱) کہ ابی یعلی کی سند کے سارے راوی ثقہ ہیں۔

۶...... علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وھو حدیث صحیح'' (السراج المنیر ج ۲ ص ۱۳۴) کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

۷...... قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انه ﷺ حیّ فی قبرہ وروحه لا تفارقه لما صحّ ان الانبیاء احیاء فی قبورھم'' بے شک آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ کے جسم مبارک سے جدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین ص ۲۸ طبع مصر)

۸...... دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ''وقد ثبت فی الحدیث ان الانبیاء احیاء فی قبورھم رواہ المنذری وصححه البیھقی'' بلاشبہ حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، علامہ منذری نے یہ روایت بیان کی ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴)

۹...... علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ورواہ ابو یعلی برجال ثقات ورواہ البیھقی وصححه'' ابو یعلی نے ثقہ راویوں سے یہ روایت کی ہے اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۵)

۱۰...... شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اور یہ حدیث کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، صحیح ہے۔'' (فضائل درود شریف ص ۳۷)

۱۱...... شیخ الحدیث والتفسیر استاذ العلماء حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں کہ: ''امام ابو یعلی کے طریق سے جو روایت ہے اس کے تمام راوی ثقہ اور ثبت ہیں اور جمہور محدثین کرام رحمہم اللہ اس کی تصحیح کرتے ہیں۔ کسی حدیث کے صحیح ہونے کے لئے اصول حدیث میں اس سے زیادہ قوی دلائل موجود نہیں ہیں کہ اس کے راوی سب ثقہ ہوں اور جمہور محدثین کرام رحمہم اللہ اس کی تصحیح پر متفق ہوں۔'' (تسکین الصدور ص ۲۱۴)

حدیث نمبر ۲: حماد بن سلمہ، ثابت بنانی وسلیمان تیمی رحمہم اللہ سے اور وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مررت علی موسٰی لیلة اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' (ترجمہ) میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا جو سرخ رنگ کے ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸، مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۸، نسائی ج ۱ ص ۲۴۲)

ائمہ حدیث کی نظر میں

۱...... علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ: ''یہ حدیث اس سابق حدیث ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کی شاہد ومؤید ہے۔'' (القول البدیع ص ۱۲۶)

۲...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الباری ج ۶ ص ۳۵۲) میں اور مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۲۹) میں رقم فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث جو صحیح مسلم میں حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریق سے ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت ہے۔ اس سابق ''الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون'' کی شاہد ہے۔''

الغرض یہ دونوں احادیث ایک دوسرے کی مؤید ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھنے کا امر مترشح اور واضح ہوتا ہے۔

۳...... محدث کبیر امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''فی قصة المعراج انه لقيهم فی جماعة الانبياء فی السموات و كلمهم و كلموه و كل ذالک صحيح لا يخالف بعضه بعضاً فقد يرىٰ موسى قائما يصلى فی قبره ثم يسرىٰ بموسى و غيره الى بيت المقدس كما اسرىٰ نبينا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فيراهم فيه ثم يعرج بهم الى السموات كما عرج نبينا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فيراهم فيه كما اخبره و صلوٰتهم فی اوقات بمواضع مختلفات جائز فی العقل كما ورد بهما خبر الصادق و فی كل ذالک دلالة علىٰ حياتهم'' (حیات الانبیاء للامام البیہقی رحمۃ اللہ علیہ ص ۸ طبع مصر)۔

واقعہ معراج میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کرام کی ایک پوری جماعت کو آسمانوں میں ملے تھے ان سے کلام فرمایا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کیں۔ یہ سب مضامین صحیح ہیں اور ایک دوسرے سے متعارض نہیں۔ ایک وقت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ان کی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھ رہے ہیں۔ پھر موسیٰ علیہ السلام کو بھی بیت المقدس تک سفر اسراء کرایا گیا جیسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر اسراء پیش آیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پھر سب پیغمبروں کو آسمانوں تک (اپنے اپنے مقام میں) معراج کرایا گیا۔ جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج کرایا گیا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں بھی انبیاء کرام علیہم السلام کو دیکھا۔ پس انبیاء کرام کا مختلف اوقات میں مختلف جگہوں پر نماز پڑھنا اس پر عقلاً کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا اور نقلاً اس پر قول صادق موجود ہے۔ ان تمام واقعات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات پر دلالت ہوتی ہے۔

(نوٹ) حضرات انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں نماز کا پڑھنا تلذذاً ہوگا نہ کہ وجوباً۔ کیونکہ دار العمل کے بعد وجوب عمل کا انقطاع ہے نفس عمل کا نہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کی آیات کثیرہ اس پر دال ہیں کہ دار العمل سے رحلت کے بعد بھی تحمید، تسبیح، دعا و استغفار کا سلسلہ جاری ہے۔

۴...... علاوہ ازیں حدیث شریف میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''حياتی خير لكم و مماتی خير لكم تعرض علىٰ اعمالكم فما كان من حسن حمدت الله عليه و ما كان من سيئ استغفرت الله لكم'' میری یہ زندگی بھی تمہارے لئے خیر ہے اور بعد الوفات بھی میری حالت تمہارے لئے خیر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش ہوتے رہیں گے۔ پس جو اچھے ہوں گے تو میرے لئے سامان تحمید ہوگا اور جو اعمال اچھے نہ ہوں گے اس پر میں دعا و استغفار کرتا رہوں گا۔ (رواہ البزاز باسناد جید، فتح الملہم شرح مسلم ج ۱ ص ۴۱۳)

۵...... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات و اکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ مشاغل ثابت ہیں۔ (۱) اعمال امت کا ملاحظہ فرمانا۔ (۲) نماز کا پڑھنا۔ (۳) اس عالم کے مناسب غذا کا نوش فرمانا۔ (۴) سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ

ملائکہ۔ (۵) سلام کا جواب دینا یہ تو دائماً ثابت ہیں اور احیاناً بعض خواص امت سے یقظہ میں آپ ﷺ کا کلام اور ہدایات فرمانا بھی آثار و اخبار میں مذکور ہے اور حالت رؤیا و کشف میں تو ایسے واقعات حصر و احصاء سے متجاوز ہیں۔'' (نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ ص ۲۱۲)

حدیث نمبر ۳: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ہارون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا۔ وہ عبدالرحمن بن یزید بن جابر رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ ابوالاشعث الصعانی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان من افضل ایا کم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم، فیہ قبض و فیہ النفخۃ و فیہ الصفۃ فاکثر وا علیَّ من الصلوٰۃ فیہ فان صلوٰتکم معروضۃ علیَّ قال قالوا یا رسول اللہ ﷺ و کیف تعرض صلوٰتنا علیک و قد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ عزوجل حرّم علی الارض اجساد الانبیاء'' بے شک تمہارے افضل ترین دنوں میں سے ایک جمعہ ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی میں ان کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخہ اولیٰ ہوگا اور اسی میں نفخہ ثانیہ ہوگا۔ سو تم جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو۔ کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کس طرح ہمارا درود آپ ﷺ پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حضرات انبیاء علیہم السلام کے اجساد حرام کر دیئے ہیں۔ (یعنی زمین ان کو نہیں کھاتی) (ابوداؤد ج ۱ ص ۱۵۷، واللفظ لہ والدارمی ص ۱۹۵، والنسائی ج ۱ ص ۲۰۳، ابن ماجہ ص ۷۷، والمستدرک ج ۱ ص ۲۷۸ وموارد الظمآن ۱۴۶ وسنن الکبریٰ ج ۳ ص ۲۴۹ وابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۶)

ائمہ حدیث کی نظر میں

۱...... امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے بالاسانید الصحیحہ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کی ہے۔'' (کتاب الاذکار ص ۱۰۶ طبع مصر)

۲...... امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ دونوں اس حدیث کو بخاری کی شرط پر صحیح کہتے ہیں۔ (دلائل النبوۃ ص ۴۹۶)

۳...... حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ، دارقطنی اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح کہا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

۴...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ (فتح الباری پ ۲۶ ص ۵۸)

۵...... حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو شخص بھی اس کی اسناد میں تامل کرے گا تو اس کو اس کی صحت میں کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اس کے تمام راوی ثقہ اور مشہور ہیں اور ائمہ کرام نے ان کی احادیث قبول کی ہیں۔''

(جلاء الافہام ص ۴۴)

۶...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''در حدیث صحیحہ آمدہ است کہ بسیار گوید در روز جمعہ درود بر من زیرا کہ صلوٰۃ شما معروض مے گردد بر من ایں جا معلوم مے شود کہ حیات انبیاء علیہم السلام حیات جسمی دنیاوی است نہ مجرد بقائے ارواح'' (مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۹۲۰)

۷...... علامہ ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''یہ حدیث صحیح ہے اس لئے کہ اس کے سب راوی صدق وامانت اور ثقاہت وعدالت میں مشہور ہیں اور اسی لئے حفاظ حدیث کی ایک بڑی جماعت نے اس کی تصحیح کی ہے۔ مثلاً امام ابن حبان، حافظ عبدالغنی المقدسی اور ابن دحیہ رحمہم اللہ وغیرہ اور کوئی شخص ایسا نہیں جس نے اس حدیث پر حجت اور دلیل سے کلام کیا ہو۔'' (الصارم المنکی ص ۱۸۴ طبع مصر)

۸...... علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری، علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری، علامہ عبدالغنی النابلسی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ منذری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔''

۹...... علامہ شبیر احمد عثانی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں: ''وھو حیّ فی قبرہ الشریف ولحوم الانبیاء علیہم السلام حرام علی الارض کما ورد بہ الاثر الخ'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کے جسم زمین پر حرام ہیں۔ جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ (فتح الملہم شرح مسلم ج ۲ ص ۴۹۴)

۱۰...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں: ''اصول حدیث کے رو سے یہ روایت بھی بالکل صحیح ہے اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔'' (تسکین الصدور ص ۳۰۲)

<u>حدیث نمبر ۴</u>: امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عمرو بن سواد المصری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبداللہ بن وہب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ عمرو بن الحارث رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ سعید بن ابی ہلال رحمۃ اللہ علیہ اور وہ زید بن ایمن رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ عبادہ بن نسی رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ''اکثروا الصلٰوۃ علیّ یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملٰئکۃ وان احدا لن یصلی علیّ الا عرضت علیّ صلٰوتہ حتی یفرغ منھا قال قلت وبعدالموت قال وبعدالموت ان اللہ حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیّ یرزق'' (ابن ماجہ ص ۱۱۹)

(ترجمہ) جمعہ کے دن مجھ پر بکثرت درود پڑھا کرو، کیونکہ وہ دن حاضری کا ہے، اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، مجھ پر کوئی درود نہیں پڑھتا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ میں نے کہا وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا؟ فرمایا کہ ہاں وفات کے بعد بھی پیش کیا جائے گا۔ بے شک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کے اجسام طیبہ کو کھائے، سو اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے اس کو رزق ملتا ہے۔

ائمہ حدیث کی نظر میں

۱...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رجالہ ثقات'' کہ اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ج ۳ ص ۳۹۸)

۲...... حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اسنادہ جید'' کہ اس کی اسناد جید ہیں۔ (ترجمان السنۃ ج ۳ ص ۲۹۷)

۳...... علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ (السراج المنیر ج ۱ ص ۲۹۰) میں، علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ (فیض القدیر ج ۲ ص ۸۷) میں اور علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (شرح مواہب ج ۵ ص ۳۳۶) میں فرماتے ہیں: ''رجالہ ثقات'' کہ اس کے جمیع راوی ثقہ ہیں۔

۴...... علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (خلاصۃ الوفا ص ۴۸) میں، ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (مرقات ج ۲ ص ۱۱۲) میں، قاضی شوکانی رحمۃ اللہ علیہ (نیل الاوطار ج ۳ ص ۲۶۴) میں اور مولانا شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ (عون المعبود ج ۱ ص ۴۰۵) میں فرماتے ہیں: ''رواہ ابن ماجہ باسناد جید ولہ طرق کثیرۃ'' کہ اس کو ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور اس کے طرق بہت زیادہ ہیں۔

۵...... شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہ العالیہ فرماتے ہیں کہ: ''اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور اس کی سند جید اور کھری ہے اور محدثین کرام رحمہم اللہ کا جم غفیر جید کہہ کر اس کی تصحیح کرتا ہے۔''
(تسکین الصدور ص ۳۱۱)

حدیث نمبر ۵: امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالوہاب بن عبدالحکیم الورّاق نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے معاذ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ سفیان بن سعید (ثوری رحمۃ اللہ علیہ) سے اور وہ عبداللہ بن سائب رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ زاذان رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ''ان للہ ملائکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی من امتی السلام'' (ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کچھ ایسے فرشتے مقرر ہیں جو زمین میں گھومتے ہیں اور میری امت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔
(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۵۱۷، مسند احمد ص ۴۴۱، دارمی ص ۳۷۳، موارد الظمآن ص ۵۹۴، نسائی ج ۱ ص ۱۸۹)

ائمہ حدیث کی نظر میں

۱...... علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن عبدالہادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور اسماعیل القاضی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت مختلف طرق سے صحیح اسناد کے ساتھ نقل کی ہے۔'' (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۴، الصارم المنکی ص ۱۶۸)

۲...... علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حدیث صحیح'' کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ (السراج المنیر ج ۱ ص ۵۱۴)

۳...... علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رواہ البزاز ورجالہ رجال الصحیح'' کہ محدث بزار رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے اور اس کے جملہ راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں اور یہ روایت مستدرک حاکم میں بھی مروی ہے۔ چنانچہ امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۴)

۴...... امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''امام احمد، امام نسائی، دارمی، ابونعیم، بیہقی، ابن حبان اور حاکم رحمہم اللہ نے اس کو روایت کیا ہے اور امام حاکم فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔'' (القول البدیع ص ۱۱۵)

۵...... شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر سیر کرتے ہیں اور مجھے میری امت کا سلام پہنچاتے ہیں اور یہ مضمون متواتر طور پر ثابت ہے۔'' (فتاویٰ عزیزی ج ۲ ص ۲۹)

۶ امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے نقل فرماتے ہیں: ''قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان للہ ملائکۃ یسیحون فی الارض یبلغونی صلوۃ من صلی علیَّ من امتی۔ اخرجہ الدار قطنی'' کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے زمین پر پھرتے ہیں میری امت میں سے جو شخص مجھ پر صلوٰۃ پڑھتا ہے وہ مجھے پہنچاتے ہیں۔ (القول البدیع ص ۱۱۵، شفاء السقام ص ۳۴)

۷...... علامہ شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۸۵۰ھ یہ روایت اس طرح نقل فرماتے ہیں: ''ان للہ ملئکۃ سیاحین فی الارض یبلغونی الصلوۃ علیَّ من امتی فاستغفر لھم''
(المستطرف فی من مستظرف ج ۲ ص ۳۱۷ طبع مصر)

۸...... علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''جس طرح آپ ﷺ پر سلام پیش کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صلوٰۃ اور درود بھی پیش کیا جاتا ہے۔'' (السراج المنیر ج ۱ ص ۵۱۸)

۹...... محدث شہیر ملا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اذا سلموا علیٰ قلیلا او کثیرا و ھذا مخصوص بمن بعد عن حضرۃ مرقدہ المنورہ و مضجعہ المطھر وفیہ اشارۃ الٰی حیاتہ الدائمہ و فرحہ ببلوغ سلام امتہ الکاملۃ وایماء الی قبول السلام حیث قبلتہ الملٰئکۃ وحملتہ الیہ علیہ السلام وسیأتی انہ یرد السلام علی من سلم علیہ'' (مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲ ص ۳۴۱) یعنی مجھ پر میری امت کا سلام پہنچایا جاتا ہے۔ جب وہ مجھ پر سلام کہتے ہیں خواہ وہ قلیل ہو یا کثیر اور یہ (سلام کا پہنچانا) اس شخص کے لئے مخصوص ہے جو آنحضرت ﷺ کی قبر منور اور مضجع مطہر سے دور ہو۔ (کیونکہ قبر اقدس پر حاضر ہونے والوں کا سلام آپ ﷺ بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں۔ جیسا کہ احادیث صحیحہ کثیرہ میں وارد ہوا ہے) اور اس میں آپ ﷺ کی حیات دائمی اور بلوغ سلام پر فرحت اور اس سلام کے جواب مرحمت فرمانے پر اشارہ ہے۔

۱۰...... مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے یہ تفصیل معلوم ہوگئی کہ فرشتوں کے ذریعہ آپ ﷺ کو صرف وہی درود و سلام پہنچتا ہے جو کوئی دور سے بھیجے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہنچا دے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ و سلام عرض کریں تو آپ ﷺ اس کو بنفس نفیس سنتے ہیں اور ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔'' (معارف الحدیث ج ۵ ص ۸۰)

<u>حدیث نمبر ۶</u>: حافظ ابو الشیخ اصبہانی فرماتے ہیں کہ ہم سے عبدالرحمن بن احمد الاعرج نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے الحسین بن صباح رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے ابو معاویہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے اعمش رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''من صلی علیّ عند قبری سمعتہ ومن صلی علیّ من بعید اعلمتہ'' (ترجمہ) جس نے میری قبر کے پاس درود پڑھا تو میں اسے خود سنتا ہوں اور جس نے مجھ پر دور سے درود شریف پڑھا تو وہ مجھے (فرشتوں کے ذریعہ) بتلایا جاتا ہے۔

(جلاء الافہام لحافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۵، القول البدیع للسخاوی ص ۱۱۶، حیات الانبیاء للبیہقی ص ۱۲ طبع مصر)

ائمہ حدیث کی نظر میں

۱...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اخرج ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید'' کہ ابو الشیخ اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ عمدہ سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری پ ۱۳ ص ۲۷۹)

۲...... حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ورواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید'' یعنی ابو الشیخ اصبہانی اور ابن حبان دونوں نے اس حدیث کو سند جید سے نقل فرمایا ہے۔ (مرقات ج ۲ ص ۱۰)

۳...... امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے (القول البدیع ص ۱۱۶) پر نواب صدیق حسن خان نے (دلیل الطالب ص ۸۴۴) اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے (فتح الملہم شرح مسلم ج ۱ ص ۳۳۰) پر رقم فرمایا ہے کہ: ''سندہ جید'' اس حدیث کی سند کھری وجید ہے۔

۴...... شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کو جو سند سدی صغیر پر مشتمل ہے اس کو بوجہ راوی مذکور کے کمزور کہا جائے گا اور جس سند میں یہ راوی نہیں ہے وہ کمزور نہیں ہے اور حدیث ہذا کی دوسری سند بھی ہے جس کے صحیح ہونے کی تصریح کرتے ہیں۔''

چنانچہ ملا علی قاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں: ''قال میرک نقلا عن الشیخ ورواہ ابو الشیخ وابن حبان فی کتاب ثواب الاعمال بسند جید'' (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی ص ۴۸، اکتوبر ۱۹۶۷ء)

۵...... شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں: ''ان اکابر محدثین کے (جن میں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں جن کی تقریب اور تہذیب پر آج رواۃ کی توثیق وتضعیف کا مدار ہے) بیان سے واضح ہو گیا کہ یہ روایت جید اور صحیح ہے۔'' (تسکین الصدور ص ۳۲۰)

حدیث نمبر ۷: امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم سے محمد بن عوف رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے مقری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا وہ فرماتے ہیں کہ ہم سے حیوۃ نے بیان کیا وہ ابوصخر حمید بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ یزید بن عبداللہ بن قسیط رحمۃ اللہ علیہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ......''مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام'' (ترجمہ) کوئی شخص ایسا نہیں جو مجھ پر سلام کہتا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔

(مسند احمد ج ۲ ص ۵۲۷)

ائمہ حدیث کی نظر میں

۱...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''رواتہ ثقات'' اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (فتح الباری پ ۳ ص ۲۷۹)

۲...... علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''روی ابو داؤد بسند صحیح'' امام ابوداؤد نے صحیح سند کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۳)

۳...... امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: امام احمد اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت پر اعتماد کیا ہے۔''

(شفاء السقام ص ۱۰۵)

۴...... حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''صححہ النووی فی الاذکار'' امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (شارح مسلم) اس حدیث کی اپنی کتاب الاذکار میں تصحیح فرماتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۵۱۴)

۵...... امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''واتفق الائمۃ علی انہ یسلم عند زیارتہ وعلی صاحبیہ لما فی السنن عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال مامن رجل یسلم علیّ الا رد اللہ علیّ روحی حتی ارد علیہ السلام وھو حدیث جید'' حضرات ائمہ کرام رحمہم اللہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زیارت کے وقت سلام کہنا چاہئے کیونکہ سنن (ابوداؤد) میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ پر کوئی شخص بھی سلام نہیں کہتا مگر اللہ تعالیٰ مجھ پر میری روح (توجہ) لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۴ ص ۳۶۱)

۶...... علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: ''باسناد صحیح''
(زرقانی شرح المواہب ج ۸ ص ۳۰۸)

۷...... مولانا سید انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (شارح بخاری) اور علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ (شارح مسلم) فرماتے ہیں کہ: ''رواتہ ثقات'' (عقیدۃ الاسلام ص ۵۲، فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

توضیحات

۱...... حجۃ الاسلام حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس صورت میں حاصل معنی حدیث شریف کے یہ ہوں گے کہ جب کوئی رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتا ہے تو خداوند کریم آپ ﷺ کی روح پرفتوح کو اس حالت استغراق فی ذات اللہ تعالیٰ وتجلیات اللہ سے جو بوجہ محبوبیت ومحبیت تامہ آپ ﷺ کو حاصل رہتی ہے۔ اپنے ہوش عطاء فرمادیتا ہے۔

یعنی مبدأ انکشاف نبوی ﷺ کو جو انبساط الیٰ اللہ حاصل تھا مبدل بانقباض ہوجاتا ہے اور اس وجہ سے ارتداد علی النفس حاصل ہوتا ہے اور اپنی ذات وصفات اور کیفیات اور واقعات متعلقہ ذات وصفات سے اطلاع حاصل ہوجاتی ہے۔ سو چونکہ سلام امتنان بھی منجملہ متعلقہ ذات خود ہیں۔ اس لئے اس سے مطلع ہوکر بوجہ حسن اخلاق ذاتی جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔'' (آب حیات ص ۱۷۵)

۲...... شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''یہ روایت تو دوام حیات پر دلالت کرتی ہے۔ اس لئے کہ دن رات میں کوئی گھڑی اور کوئی گھنٹہ بلکہ کوئی منٹ اس سے خالی نہیں رہتا کہ آپ ﷺ پر اندرون نماز اور بیرون نماز درود نہ بھیجا جاتا ہو۔ اس لئے دوام حیات لازم آئے گا۔''

نیز فرماتے ہیں کہ: ''اگر لفظ ''الا رد اللہ علیَ روحی'' کی بجائے ''الیَ روحی'' فرمایا گیا ہوتا تو شبہ وارد ہوسکتا تھا۔ الیٰ اور علیٰ میں فرق ہے۔ علیٰ استعلاء کے لئے ہے اور الیٰ نہایت غایت کے لئے ہے۔ اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ صلوٰۃ وسلام سے پہلے روح کا استعلاء نہ تھا۔ نہ یہ کہ وہ جسم اطہر سے بالکل خارج ہوگیا تھا۔ پھر اس کو جسم مقدس کی طرف لوٹایا گیا ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ مدارج قرب ومعرفت میں ہروقت ترقی پذیر ہیں۔ اس لئے توجہ الیٰ اللہ کا انہماک اور استغراق دوسری جانب کی توجہ کو کسی درجہ ہلکا کردیتا ہے۔ چنانچہ اہل استغراق کی حالتیں روزانہ مشاہدہ ہوتی ہیں۔ مگر جب حضور رسول کریم ﷺ کو رحمۃ للعالمین بنایا گیا ہے۔ اس لئے بارگاہ الوہیت سے درود بھیجنے والے پر رحمتیں نازل فرمانے کے لئے متعدد مزایا میں ایک مزیت یہ بھی عطا کی گئی ہے کہ نور سرورکائنات کو اس استغراق سے ذرا بھر کم کرکے درود بھیجنے والے کی طرف متوجہ کردیا ہے اور آپ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوکر اس کے لئے دعا فرماتے ہیں۔'' (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ اعظم گڑھ)

۳...... حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم العالیہ اس حدیث کی شرح میں رقم فرماتے ہیں: ''علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلم حقیقت ہے۔ اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماء امت کی رائیں مختلف ہیں۔ لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلم اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سیدالانبیاء ﷺ کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے۔ اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح درست نہیں ہوسکتا کہ

آپ ﷺ کا جسد اطہر روح سے خالی رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے۔ اس بناء پر اکثر شارحین نے رد روح کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبر مبارک میں آپ ﷺ کی روح پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی وجلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہیں اور یہ بات بالکل قرین قیاس ہے پھر جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یابراہ راست آپ ﷺ تک پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ ﷺ کی روح اس طرف سے متوجہ ہوتی ہے اور آپ ﷺ سلام کا جواب دیتے ہیں۔ پس اس روحانی توجہ والتفات کے رد روح سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔'' (معارف الحدیث ج ۵ ص ۲۷۸)

۴ ...... حافظ ابن الملقن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''المراد برد الروح النطق لانه ﷺ حی فی قبره وروحه لاتفارقه لما صح ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم'' رد روح سے مراد نطق ہے۔ کیونکہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ سے جدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ صحیح روایت میں آتا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (تحفۃ الذاکرین للشوکانی رحمۃ اللہ علیہ ص ۲۸)

۵ ...... علامہ عزیزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''الا رد الله علیَّ روحی ای رد علیَّ نطقی لانه ﷺ حی دائما وروحه لا تفارقه لان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم'' رد روح سے مراد نطق ہے کیونکہ آپ ﷺ دوامی طور پر زندہ ہیں آپ ﷺ کی روح مبارک آپ ﷺ سے الگ نہیں ہوتی۔ کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔
(السراج المنیر ج ۳ ص ۲۷۸)

۶ ...... حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی مدظلہم العالیہ فرماتے ہیں کہ: ''بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں ''الا وقد رد الله علیَّ روحی'' ہے۔ چنانچہ پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔ اس لئے معنی یہ ہوگا کہ جو کوئی مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو میں اس پر سلام کا جواب دیتا ہوں اس لئے کہ روح تو میری طرف واپس ہو چکا ہے۔''
(بحوالہ القول الجلی فی حیات النبی ﷺ ص ۲۲ مؤلفہ مفسر قرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہلوی شجاع آبادی)

<u>حدیث نمبر ۸</u>: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''لیهبطن عیسی ابن مریم حکما واماما مقسطاً ولیسلکن فجاً حاجاً او معتمراً ولیأتین قبری حتی یسلم علی ولا ردن علیه'' (ترجمہ) البتہ ضرور حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام نازل ہوں گے منصف اور امام عادل ہوں گے اور البتہ وہ فج (جگہ کا نام ہے) کے راستہ پر حج یا عمرہ کے لئے چلیں گے اور بلاشبہ وہ میری قبر پر آئیں گے۔ حتیٰ کہ وہ مجھے سلام کہیں گے اور بلاشک میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۴۰، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰، مستدرک ج ۲ ص ۵۹۵)

ایک اور روایت میں ہے: ''ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد ﷺ لاجیبنه رواه ابو یعلی ورجاله رجال الصحیح'' پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر فرمائیں گے یا محمد ﷺ تو میں ضرور ان کو جواب دوں گا اس کو امام ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی بخاری کے راوی ہیں۔ (مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۱۱)

اور امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ دونوں اس کو صحیح کہتے ہیں۔ غرضیکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اور پھر نزول تواتر اور قطعیت سے ثابت ہے جو اس کا انکار یا تاویل کرے وہ کافر ہے۔ اس صحیح روایت سے آنحضرت ﷺ کا قبر اقدس میں باحیات ہونا اور صلوٰۃ وسلام کا سماع فرمانا محقق ہے اور آپ ﷺ کا جواب دینا بھی ثابت ہے اور اس کا انکار صحیح حدیث کا انکار ہے جو کہ صریح کفر ہے۔

عجیب نکتہ

استاذ محترم مناظر اعظم حضرت مولانا محمد امین صاحب صفدر اوکاڑوی مدظلہم العالیہ نے نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے فرمان نبوی ﷺ سے ایک عجیب نکتہ مستنبط فرمایا۔ وہ یہ کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نزول کے بعد یہود کو قتل فرمادیں گے (جس سے مذہب یہودیت کا خاتمہ ہوگا) صلیب (نشان عیسائیت) کو توڑیں گے (جس سے مذہب عیسائیت کا ابطال ہوگا اور جب حقیقی مسیح علیہ السلام تشریف لائیں گے تو مرزائیت کے مسیح موعود کا کذب نمایاں ہوجائے گا) اور پھر آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر تشریف لے جائیں گے اور سلام کہیں گے اور آپ ﷺ جواب عنایت فرمائیں گے۔ اس سے منکرین حیات النبی ﷺ کو رسوائی وذلت اور تکذیب وتنکیر ہوگی۔

چنانچہ مذہب یہودیت، عیسائیت، مرزائیت کے لئے پروردگار صرف ایک پیغمبر سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو مکلف فرمادیں گے لیکن منکرین حیات النبی ﷺ کے ابطال کے لئے پروردگار سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ آنحضرت ﷺ کو بھی مکلف فرمادیں گے جو کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے سلام فرمانے اور آپ ﷺ کے بنفس نفیس قبر اقدس سے سماع سلام کے بعد جواب مرحمت فرمانے سے ہوگا۔

__حدیث نمبر ۹__: ابن المبارک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سعید ابن المسیب سے روایت کیا ہے کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ نبی کریم ﷺ پر آپ کی امت کے اعمال صبح وشام پیش نہ کئے جاتے ہوں۔

(کذا فی المواہب بحوالہ القول الجلی فی حیات النبی ﷺ ص ۹)

__حدیث نمبر ۱۰__: حضور اکرم ﷺ نے معراج کی رات جمیع انبیاء ورسل علیہم السلام کو دو رکعت نماز پڑھائی اور آپ ﷺ نے ہارون علیہ السلام پر سلام کیا اور انہوں نے آپ ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کی امت کے لئے دعا فرمائی اور آپ ﷺ نے حضرت ادریس علیہ السلام پر سلام کہا اور انہوں نے آپ ﷺ کے لئے اور آپ ﷺ کی امت کے لئے رحمت کی دعا کی۔ (الدرۃ الفاخرہ للغزالی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۶)

__حدیث نمبر ۱۱__: ''عن السائب بن یزید قال کنت قائما فی المسجد فحصبنی رجل فنظرت الیہ فاذا عمر بن الخطاب فقال اذھب فاتنی بھٰذین فجئتہ بھما فقال ممن انتما قال من اھل الطائف قال لو کنتما من اھل البلد لاؤجعتکما ترفعان اصواتکما فی مسجد رسول اللہ ﷺ'' (صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۷)

(ترجمہ) حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں مسجد میں کھڑا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کنکری ماری کیا دیکھتا ہوں کہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاؤ اور ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں انہیں آپ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: ''تم کن لوگوں میں سے ہو۔'' انہوں نے کہا ہم اہل طائف میں سے ہیں۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا: ''اگر تم اہل مدینہ میں سے ہوتے تو میں تمہیں سزا دیتا اس لئے کہ تم نے مسجد رسول اللہ ﷺ میں (جس کے سامنے آپ ﷺ کا روضہ منورہ ہے) اپنی آوازیں بلند کر رہے ہو۔''

آواز بلند کرنے پر مسجد رسول اللہ ﷺ کی نسبت سے نکیر کرنا اس لئے تھا کہ وہاں آپ ﷺ کا روضہ اطہر ہے جس طرح آپ ﷺ کی اس دنیوی زندگی میں آپ ﷺ کے پاس آواز بلند کرنا جرم تھا۔ اسی طرح آپ ﷺ کے

روضہ منورہ کے پاس آواز بلند کرنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ آپ ﷺ وہاں تشریف فرما ہیں اور جسد عنصری سے زندہ ہیں۔ حدود مسجد کی آواز کو بلاکسی توسط سے خود سماعت فرماتے ہیں۔ چنانچہ سلف وخلف میں سے کسی نے اس اصل منشا کا انکار نہیں فرمایا۔

علاوہ ازیں یہاں ایجاع (یعنی سزا دینے کا ذکر ہے) اخراج (یعنی نکال دینے) کا نہیں ہے۔ اگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اعتقاد میں حضور اکرم ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہ ہوتے اور قریب کی آوازوں کو خود سماعت نہ فرما رہے ہوتے تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کے پاس دبی آواز سے بات کرنے کے حکم قرآنی کو اس انداز میں کبھی بیان نہ فرماتے۔

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب کسی مہم سے فارغ ہو کر واپس مدینہ شریف آتے تو سب سے پہلا کام جو آپ رضی اللہ عنہ کرتے، وہ آنحضرت ﷺ کے حضور میں سلام عرض کرنا ہوتا تھا اور اسی کی آپ دوسروں کو تلقین فرماتے تھے: ''اول کارے کہ عمر رضی اللہ عنہ ابتداء کرد سلام پیغمبر ﷺ بود۔'' (جذب القلوب ص ۲۰۰)

علاوہ ازیں جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو شام چلے جانے کا مشورہ دیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''میں اسے جائز نہیں سمجھتا کہ اپنے دار الھجرت کو چھوڑ جاؤں اور (یہ بھی مناسب نہیں سمجھتا کہ) حضور اکرم ﷺ کی ہمسائیگی کو چھوڑ دوں۔'' (جذب القلوب ص ۱۸۸)

چنانچہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ بھی فرماتے ہیں: ''من زار قبر رسول اللہ ﷺ کان فی جوار رسول اللہ ﷺ'' جو حضور ﷺ کے روضہ اطہر کے پاس حاضر ہو وہ اس وقت حضور ﷺ کی ہمسائیگی میں ہوتا ہے۔ (جذب القلوب ص ۱۸۰)

حدیث نمبر ۱۲: ''روی عن عائشة انها کانت تسمع صوت الوتد یوتد والمسمار یضرب فی بعض الدور المطنبة بمسجد رسول اللہ ﷺ فترسل الیهم لاتوذوا رسول اللہ ﷺ۔ قالوا وما عمل علی بن ابی طالب مصراعی داره الا بالمناصع توقیا لذالک'' (ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق روایت ہے کہ جب کبھی ان گھروں میں جو مسجد نبوی ﷺ سے متصل تھے کسی میخ لگنے یا کیل لگانے کی آواز سنتی تھیں تو یہ حکم بھیجتی تھیں کہ (خبردار) حضور اکرم ﷺ کو (اس آواز سے) اذیت نہ دو۔ (شفاء السقام ص ۱۷۳ طبع مصر)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی سے بچنے کے لئے اپنے گھر کے کواڑ باہر جا کر بنوائے تھے (تاکہ ان کے بننے کا شور حضور اکرم ﷺ کو اذیت نہ دے) ان تمام روایات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کو اپنے روضہ اطہر میں باحیات یقین کرتے تھے۔

حدیث نمبر ۱۳: ''عن عائشة قالت کنت ادخل بیتی الذی فیه رسول اللہ ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انما هو زوجی وابی فلما دفن عمر معهم فواللہ ما دخلت الا وانا مشدودة علی ثیابی حیاء من عمر'' (ترجمہ) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اپنے حجرے میں جس میں کہ رسول اللہ ﷺ تھے، چادر کھلے داخل ہو جایا کرتی تھی، مجھے یہی خیال ہوتا تھا کہ میرے خاوند اور میرے والد ہی تو یہاں ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں وہاں پردے ہی سے جاتی تھی اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حیا کے باعث تھا۔

(رواہ احمد کذا فی المشکوٰۃ ص ۱۵۴)

(نوٹ) ''رجال اسناد احمد رجال صحیح'' کہ امام احمد کی سند جمیع راوی صحیح بخاری کے راوی ہیں۔ (تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۳۴۴ مطبع انصاری)

غور فرمایئے! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یوں نہیں فرما رہی ہیں کہ میں اس حجرے میں داخل ہوتی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ (معاذ اللہ) بدن میت مدفون تھا بلکہ یوں فرما رہی ہیں کہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔

علاوہ ازیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس تعامل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے حیات اقدس کا بھی ثبوت ملتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لا تخیرونی علی موسیٰ فان الناس یصعقون فاکون اوّل من یفیق فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش فلا ادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی او کان ممن استثنی اللہ عزوجل'' مجھے موسیٰ پر تخییر نہ دو کیونکہ (جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو) سارے لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ پس میں پہلا ہوں گا کہ جسے بے ہوشی سے افاقہ ہوگا۔ پس موسیٰ علیہ السلام عرش کی ایک جانب سے متعلق ہوں گے پس میں نہیں جانتا کہ وہ بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور انہیں مجھ سے پہلے افاقہ ہوا یا اللہ نے انہیں بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ فرمایا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۴ طبع دہلی)

توضیحات

علامہ تاج الدین سبکی، علامہ جلال الدین سیوطی اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم نے اس حدیث کے تحت یہ رقم فرمایا ہے کہ: ''اس حدیث سے انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کا اثبات ہوتا ہے۔ کیونکہ بے ہوش وہ ہوگا جو اس سے پہلے ہوش میں ہوگا اور ہوش کا ہونا زندہ کے لئے ہی ہو سکتا ہے مردہ کے لئے تو ہوش کا ہونا بھی ناممکن ہے۔ چنانچہ حضرات انبیاء علیہم السلام پر بے ہوشی کا طاری ہونا اس سے قبل صاحب ہوش ہونے پر دلالت کرتا ہے اور صاحب ہوش ہونا زندگی پر دلالت کرتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۵: ''عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما بین بیتی و منبری روضۃ من ریاض الجنۃ و منبری علی حوضی'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر اور میرے منبر کا مابین جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے اور میرا منبر میرے حوض (کوثر) پر ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۳ طبع دہلی)

اسی حدیث کی ایک اور روایت بیتی کی بجائے قبری کا لفظ بھی آتا ہے۔ یعنی قبر اقدس اور منبر اطہر کے مابین کا قطعہ ریاض الجنۃ ہے۔

توضیح: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان اقدس کے مطابق حجرہ اقدس جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں وہ جنت کا باغ ہے اور جنت میں حیات کا ہونا مستلزم ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مبارک سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر اقدس میں باحیات ہونا بصراحت ثابت ہوتا ہے۔ فافہم!

علاوہ ازیں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ورود فی الجنۃ بھی ثابت ہوا۔

(نوٹ) ذریت مماتیت کے جمیع چیلے اس توضیح پر فوراً یہ جواب دیتے ہیں کہ (معاذ اللہ) قبر مبارک اس شرف سے خالی ہے اور ریاض الجنۃ کے بقعہ مبارکہ میں داخل نہیں ہے۔ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کا اثبات نہ ہو (تف ہے

ایسے عقیدے پر) اور ذریت رافضیت حجرہ اقدس کو ریاض الجنۃ سے اس لئے خارج کرنے کی غلیظ کوشش کرتے ہیں۔ تاکہ نہ حیات نبوی ثابت ہو اور نہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ورود جنت ثابت ہو۔ ان رافضی ومماتی چیلوں سے گزارش ہے کہ وہ ذات نبوت صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب نبوت کی شان اقدس میں ایسی رذیلانہ زبان کو بند رکھیں۔

حدیث نمبر ۱۶: ''عن عمار بن یاسر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وکل بقبری ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فلا یصلی علیٰ احد الی یوم القیامۃ الا ابلغنی باسمہ واسم ابیہ ھذا فلان ابن فلان قد صلی علیک''

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطاء فرما رکھی ہے۔ پس جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا ہے۔ (رواہ ابزار کذا فی الترغیب وذکر تخریجہ، السخاوی فی قول البدیع)

حدیث نمبر ۱۷: ایک اور حدیث میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص مجھ پر جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب مجھ پر درود بھیجے اللہ تعالیٰ اس کی سو حاجتیں پوری فرماتے ہیں اور اس پر ایک فرشتہ مقرر فرما دیتے ہیں جو اس کو میری قبر میں مجھ تک اس طرح پہنچاتا ہے جیسے تم لوگوں کے پاس ہدایا بھیجے جاتے ہیں۔

(فضائل درود شریف ص ۲۰، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا)

چنانچہ شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید الکونین فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کا تو پوچھنا ہی کیا اس لئے جتنے بھی فرشتے پہنچائیں برمحل ہے۔

۱۸...... حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ (تابعی) مستقل قاصد مدینہ منورہ بھیجا کرتے تھے تاکہ قبر اطہر پر ان کی طرف سے سلام پہنچائے۔ (شفاء السقام ص ۴۱)

۱۹ واقعہ حرہ: ۶۳ھ میں جب مدینہ منورہ پر چڑھائی ہوئی تو شامی فوج کے خوف سے سب اہل مدینہ اپنے اپنے گھروں میں جاگزیں ہو گئے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی مسلمان نماز کے لئے نہیں آتا تھا صرف سید التابعین حضرت سعید ابن المسیب رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں رہے وہ فرماتے ہیں کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا۔

''اسمع اذانا من قبل القبر الشریف'' میں قبر شریف سے اذان کی آواز سنتا، پھر اقامت ہوتی تو میں بڑھ کر نماز پڑھتا اور (ان دنوں) میرے سوا مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی بھی نہ ہوتا تھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۱۳۲)

☆...... امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان کثیرا من الاعمال ثبت فی القبور کالاذان والاقامۃ عندالدارمی وقرأۃ القرآن عندالترمذی الخ'' (فیض الباری شرح بخاری ج ۱ ص ۱۸۳)

بے شک قبور میں بہت سے اعمال ثابت ہیں جیسا کہ دارمی شریف کی روایت میں اذان واقامت (کا ثبوت ملتا ہے) اور قرآن کریم کے پڑھنے کا ترمذی شریف میں۔

☆...... امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں: ''قد صحت الاحادیث انہ صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلی باذان واقامۃ'' صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔

صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ (منح المنۃ ص ۹۲ طبع مصر)

☆...... علامہ سمہودی فرماتے ہیں: ”وقصة سعيد بن المسيب فى سماعة الاذان والاقامة من القبر الشريف ايام الحرة مشهورة“ ایام حرہ میں نبی کریم ﷺ کی قبر شریف سے سعید بن المسیب کے اذان واقامت سننے کا قصہ مشہور ہے۔ (وفاء الوفاء ج ۲ ص ۴۰۸ طبع مصر)

☆...... علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ان النبی ﷺ حیّ کما تقرر وانه يصلى فى قبره باذان واقامة الخ“ آنحضرت ﷺ زندہ ہیں، جیسا کہ یہ اپنی جگہ ثابت ہے اور آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں اذان واقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۳ ص ۴۱۹)

۲۰...... امام دار الہجرۃ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۷۹ھ اپنی کتاب ”موطا“ میں جو کہ کتب حدیث کے طبقہ اولیٰ میں شمار ہوتی ہے۔ یہ واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ: ”قبیلہ بنوسلمہ کے دو بزرگ انصاری حضرت عمرو جموح رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کو غزوہ احد میں شہادت کے بعد ایک ہی قبر میں دفن کر دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد پہاڑی نالہ نے اپنا رخ ان کی قبر کی طرف موڑ دیا اور ان کی قبر کا ایک حصہ بہہ گیا بامر مجبوری ان کی قبر کو کھودا گیا تا کہ ان کو وہاں سے منتقل کر دیا جائے۔ جب قبر کھودی گئی تو بالکل صحیح وسالم تھے۔“ كانهما ماتا بالامس وكان احدهما قد جرح فوضع يده على جرحه فدفن وهو كذالك فاميطت يده عن جرحه ثم ارسلت فرجعت كما كانت“ پس ان دونوں کو اس طرح پایا گیا۔ گویا کہ وہ ابھی کل ہی فوت ہوئے ہیں۔ دونوں میں سے ایک کو ایسا زخم لگا تھا تو انہوں نے اپنا ہاتھ اس پر رکھ دیا تھا اور اسی طرح ان کو دفن کر دیا گیا تھا۔ پس قبر سے نکالنے کے بعد جب ان کا ہاتھ اس زخم سے ہٹایا گیا اور پھر چھوڑ دیا گیا تو وہ ہاتھ بدستور زخم پر جا ٹکا۔ غزوہ احد اور ان کی قبر کھودنے کے درمیان چھیالیس سال کا عرصہ گزرا تھا۔ (موطا امام مالک ص ۱۷۷)

برادران اسلام! آپ نے قبل ازیں رقم کردہ آیات اور ان کی تشریحات اور احادیث نبویہ اور ان کی تحقیقات وتصحیحات اور تشریحات کو بنظر غائر دیکھا۔ کیا ان جمیع محدثین وشراح حدیث جنہوں نے احادیث نبویہ کی صحت وعدم صحت کے لئے وہ بے مثال معیار قائم کئے کہ ان حضرات کا یہ عمل تا قیام قیامت امت اسلامیہ پر بطور احسان عظیم وبار گرانمایہ رہے گا) کو معاذ اللہ! مشرک گردانو گے کہ انہوں نے یہ ساری احادیث اور ان کی تشریحات شرک کے پھیلانے کے لئے مرتب فرمائیں؟ یا ان خارجی ومماتی گویّوں کی احمقانہ تاویلات سے اجتناب وعدم تعلق قائم کر کے اپنے ایمان اور اعمال کو محبت نبوت واعتماد علی السلف سے مزین کرو گے۔

__فیصلہ خود کرلو:__ (نوٹ) اگر یہ جمیع احادیث اور ان کی تشریحات غلط اور موضوع ہیں تو ذریت مماتیت کا کوئی ایک چیلہ صرف ایک صحیح تو درکنار ضعیف حدیث اور اس کی ضعیف تشریح اپنے فاسد عقیدہ کے اثبات میں صراحتاً پیش کردے۔ (دیدہ باید)

عقیدہ حیات الانبیاء علیہم السلام کے بارے میں علماء اسلام کا نظریہ

برادران اسلام! قبل ازیں آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرین رحمہم اللہ کی توضیحات نیز احادیث نبویہ ﷺ اور حضرات محدثین وشراح حدیث کی تشریحات بالاختصار رقم کی جاچکی ہیں۔ چنانچہ اس باب میں جمہور سلف صالحین رحمہم اللہ کی تحقیقات واعتقادات کو بالایجاز بیان کیا جاتا ہے۔

۱...... امام دار الہجرۃ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ اسے ناپسند فرماتے تھے کہ کوئی شخص یوں کہے کہ: ''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی زیارت کی۔'' امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے مقلدین میں سے ابن رشد اس کی تشریح یہ کرتے ہیں کہ اس ناپسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ زیارت قبر کا لفظ عام موتی کے متعلق استعمال ہوتا ہے۔

(پھر فرماتے ہیں) ''وھو صلی اللہ علیہ وسلم احیاہ اللہ تعالٰی بعد موتہ حیاۃ تامۃ واستمرت تلک الحیوۃ وھی مستمرۃ فی المستقبل ولیس ھذا خاصۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم بل یشارکہ الانبیاء علیہم السلام فھو حیٌ بالحیاۃ الکاملۃ مع الاستغناء عن الغذاء الحسی الدنیوی'' اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریفہ کے بعد اب حیات تامہ سے زندہ ہیں اور یہ حیات آئندہ بھی اسی طرح رہے گی۔ یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ نہیں ہے بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام اس وصف میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہیں۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم غذائے حس دنیوی سے استغناء کے باوجود حیات کاملہ سے زندہ ہیں۔ (نور الایمان بزیارۃ آثار حبیب الرحمن ص ۱۴، از مولانا عبدالحلیم فرنگی محل، وفاء الوفاء ج ۲ ص ۱۳۴۳ طبع مصر)

۲...... امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۷۷ھ فرماتے ہیں: ''عندنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیٌ یحس ویعلم ویعرض علیہ اعمال الامۃ ویبلغ الصلٰوۃ والسلام'' کہ ہم شافعیہ کے نزدیک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم میں احساس وشعور موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر امت کے اعمال بھی پیش کئے جاتے ہیں اور صلوٰۃ وسلام بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے۔ (طبقات شافعیہ ج ۶ ص ۲۸۲)

۳...... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (شافعی) المتوفی ۹۱۱ھ فرماتے ہیں: ''حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ ھو وسائر الانبیاء علیہم السلام معلومۃ عندنا علما قطعیالما قام عندنا من الادلۃ فی ذالک وتواترت بہ الاخبار الدالۃ علٰی ذالک'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی قبر مبارک میں اور اسی طرح دیگر حضرات انبیاء علیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی طور پر ثابت ہے۔ کیونکہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اور تواتر کے ساتھ اخبار موجود ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں۔ (انباء الاذکیاء ص ۲، فتوی امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ج ۲ ص ۱۴۷)

۴...... شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (شافعی) المتوفی ۸۵۲ھ فرماتے ہیں: ''ان حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فی القبر لا یعقبھا موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورھم'' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں زندگی ایسی ہے جس پر پھر موت وارد نہیں ہوگی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ زندہ رہیں گے کیونکہ حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (فتح الباری شرح بخاری ج ۷ ص ۲۲ طبع مصر)

۵...... ''قال ابن عقیل من الحنابلہ ھو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ یصلّی'' حنابلہ کے مشہور بزرگ ابن عقیل فرماتے ہیں کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور نمازیں بھی پڑھتے ہیں۔ (الروضۃ البہیۃ ص ۱۴)

۶...... علامہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ (حنبلی) المتوفی ۷۲۸ھ فرماتے ہیں: ''ان اللہ تعالٰی حرم علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء علیہم السلام فاخبر انہ یسمع صلی اللہ علیہ وسلم من القریب وانہ یبلغ ذالک من البعید'' بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کا گوشت کھائے۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قریب سے صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں اور دور سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے۔ (مناسک الحج ص ۸۴ طبع دہلی)

۷...... حافظ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ (حنبلی) المتوفی ۷۵۱ھ فرماتے ہیں: ''قد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان الارض لا تاکل اجساد الانبیاء علیہم السلام الی غیر ذالک ممایحصل من جملتہ القطع بان موت الانبیاء انما ھو راجع الی ان غیبوا

عنا بحیث لاندرکھم وان کانوا موجودین احیاء'' اور آنحضرت ﷺ سے صحیح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ زمین انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو نہیں کھاتی ایسے دلائل سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی موت کا معنی یہ ہے کہ وہ ہم سے اس طرح غائب کر لئے گئے ہیں کہ ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے ورنہ وہ تو موجود اور زندہ ہیں۔ (کتاب الروح ص ۴۳)

۸...... علامہ داؤد بن سلیمان البغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''والحاصل ان حیاۃ الانبیاء علیہم السلام ثابتۃ بالاجماع'' حاصل یہ ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بالاجماع ثابت ہے۔ (المنحۃ الوہبیۃ ص ۶)

۹...... امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۷۳ھ فرماتے ہیں: ''وقد صحت الاحادیث انہ ﷺ حیٌ فی قبرہ یصلی باذان واقامۃ'' بلا شبہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اذان اور اقامت سے نماز پڑھتے ہیں۔ (منح المنۃ ص ۹۲ طبع مصر)

۱۰...... حضرت ملا علی القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۱۴ھ رقم فرماتے ہیں: ''المعتقد المعتمد انہ ﷺ حی فی قبرہ کسائر الانبیاء فی قبورھم'' قابل اعتماد عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں (زندہ) ہیں۔ مزید فرماتے ہیں: ''ان الانبیاء احیاء فی قبورھم فیمکن لھم سماع صلوٰۃ من صلی علیھم'' بے شک انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں، یہاں تک کہ وہ سن سکتے ہیں اس شخص کے درود وسلام کو جو ان پر پڑھے۔ (مرقات ج ۲ ص ۲۰۹)

۱۱...... محدث کبیر علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۹۰۲ھ فرماتے ہیں: ''نحن نؤمن ونصدق بانہ ﷺ حیٌ یرزق فی قبرہ ان جسدہ الشریف لاتأکلہ الارض والاجماع علی ھذا'' ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کو وہاں رزق بھی ملتا ہے اور آپ ﷺ کے جسد اطہر کو مٹی نہیں کھاتی اور اس عقیدہ پر اہل حق کا اجماع ہے۔ (القول البدیع ص ۱۲۵)

۱۲...... شیخ الاسلام علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری المتوفی ۸۵۵ھ فرماتے ہیں: ''من انکر الحیوۃ فی القبر وھم المعتزلۃ'' جن لوگوں نے آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک کی حیات کا انکار کیا وہ معتزلہ ہیں۔ (عینی علی البخاری ج ۷ ص ۱۰۱)

مزید فرماتے ہیں: ''انھم لایموتون فی قبورھم بل ھم احیاء'' یقیناً انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں مردہ نہیں ہوتے بلکہ وہ وہاں زندہ ہوتے ہیں۔ (عینی شرح بخاری ج ۷ ص ۲۰۰)

۱۳...... علامہ شرمبلالی الحنفی رحمۃ اللہ علیہ نور الایضاح میں فرماتے ہیں: (یہ کتاب دار العلوم دیوبند کے نصاب تعلیم میں داخل ہے) ''ولما ھو مقرر عندالمحققین انہ ﷺ حیٌ یرزق متمتع بجمیع الاملاذ والعبادات غیر انہ احجب عن ابصار القاصرین عن شریف المقامات'' محققین کے نزدیک یہ بات طے شدہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں۔ آپ ﷺ کو رزق بھی ملتا ہے اور عبادات سے آپ ﷺ لذت بھی اٹھاتے ہیں۔ ہاں! اتنی بات ہے کہ وہ نگاہوں سے پردے میں ہیں جو ان مقامات تک پہنچنے سے قاصر رہتی ہیں۔ (نور الایضاح ص ۱۷۷)

۱۴...... نیز (مراقی الفلاح ص ۴۰۵) میں ہے: ''ینبغی لمن قصد زیارۃ النبی ﷺ ان یکثر الصلوۃ علیہ فانہ ﷺ یستمعھا وتبلغ الیہ'' جو شخص حضور اکرم ﷺ کی زیارت کرنے کے لئے آئے اسے چاہئے کہ کثرت سے درود عرض کرے کیونکہ آپ ﷺ اسے خود سماعت فرما رہے ہوتے ہیں اور (دور سے) آپ ﷺ کو پہنچایا جاتا ہے۔

۱۵...... طحطاوی میں ہے: ''(فانه یسمعها) ای اذا کانت بالقرب منه ﷺ (وتبلغ الیه) ای یبلغها الملک اذا کان المصلی بعیدا'' آپ ﷺ صلوٰۃ وسلام اس وقت خود سنتے ہیں جب قریب سے عرض کیا جا رہا ہو اور فرشتے اس وقت پہنچاتے ہیں جب یہ دور سے پڑھا جا رہا ہو۔ (طحطاوی ص ۴۰۵ طبع مصر)

۱۶...... محقق علی الاطلاق حافظ ابن ہمام الحنفی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۸۶۱ھ شارح ہدایہ فرماتے ہیں: ''ثم ینصرف متباکیا متحسرا علی الفراق الحضرۃ النبویۃ والقرب منها۔ ثم یسئل النبی ﷺ الشفاعة واتوسل بک الی اللہ'' پھر روتا ہوا اور آپ ﷺ کے قرب اقدس سے جدا ہونے کا غم ساتھ لئے ہوئے واپس ہو۔ پھر حضور انور ﷺ سے شفاعت کا سوال کرے پس اے اللہ تعالیٰ کے رسول میں آپ ﷺ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں اور آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں۔ (فتح القدیر ج ۲ ص ۳۳۸ طبع مصر)

۱۷...... فتاویٰ عالمگیری میں (جس کو سلطان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۱۱۱۸ھ کے حکم سے تقریباً پانچ سو علماء کرام کی مستند جماعت نے مرتب کیا ہے) آنحضرت ﷺ کی قبر مبارک پر حاضری اور اپنے معروضات پیش کرنے کے بعد اس کی بھی تصریح کی ہے۔ ''ویبلغه سلام من اوصاه فیقول السلام علیک یا رسول اللہ من فلان ابن فلان یستشفع بک الی ربک فاشفع له ولجمیع المسلمین'' جس شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام کہنے کی تاکید کی ہو آپ ﷺ کو اس کا سلام بھی عرض کرے۔ پس یوں کہے کہ یا رسول اللہ ﷺ فلاں بن فلاں نے آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے اور وہ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی بناتا ہے۔ سو آپ ﷺ اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے شفاعت کریں۔ (عالمگیری ج ۱ ص ۲۸۲ طبع مصر)

۱۸...... علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''لان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورهم'' کیونکہ انبیاء علیہم السلام تو اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔ (شامی، باب المغنم وقسمۃ بعد قسمۃ الخمس ص ۳۶۶)

۱۹...... علامہ شہاب الدین احمد الخفاجی رحمۃ اللہ علیہ التوفی ۸۹۹ھ فرماتے ہیں: ''لانه ﷺ حیّ فی قبره یسمع دعاء زائره'' کیونکہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور اپنے زیارت کرنے والے کی دعا (صلوٰۃ وسلام) سنتے ہیں۔ (نسیم الریاض ج ۳ ص ۳۹۸)

۲۰...... قاضی شوکانی یمنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وروحه ﷺ لا تفارقه لما صح ان الانبیاء احیاء فی قبورهم'' حضور انور ﷺ کی روح مبارک اپنے جسد اطہر سے جدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور شریفہ میں زندہ ہوتے ہیں۔ (تحفۃ الذاکرین شرح حصن حصین للشوکانی ص ۲۸ مصر)

۲۱...... شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ لکھتے ہیں: ''والذی نعتقد ان رتبة نبینا ﷺ اعلیٰ مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانه حیّ فی قبره حیوة مستقرة ابلغ من حیاة الشهداء المنصوص علیها فی التنزیل اذا هو افضل منهم بلا ریب وانه ﷺ تسمع من یسلم علیه'' (اتحاف النبلاء ص ۴۱۵ مطبوعہ کانپور)

ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ حضور ﷺ کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ہے اور یہ کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں دائمی طور پر زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی یہ حیات شہداء کی حیات سے جو قرآن میں منصوص ہے، بہت بالاتر ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ ان سے بلا ریب افضل ہیں اور آپ ﷺ اپنے روضہ اطہر میں سلام عرض کرنے والوں کا سلام خود سنتے ہیں۔

۲۲...... علامہ محقق محمد عابد السندھی استاذ حضرت شاہ عبدالغنی مجددی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اماهم (ای الانبیاء)

فحیاتھم لاشک فیھا ولا خلاف لاحد من العلماء فی ذالک فھو ﷺ حی علی الدوام'' انبیاء علیہم السلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور نہ علماء میں سے کسی ایک کو اس میں اختلاف ہے۔ پس آپ ﷺ اب دائمی طور پر زندہ ہیں۔ (رسالہ مدینہ ص ۴۱)

۲۳...... حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ فرماتے ہیں: ''حیات متفق علیہ است ہیچ کس را دروے خلافے نیست۔'' حضور انور ﷺ کی حیات ایک متفق علیہ اور اجماعی مسئلہ ہے کسی کا (اہل حق میں سے) اس میں اختلاف نہیں۔ (اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۶۱۳)

۲۴...... نواب قطب الدین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں۔'' یہ مسئلہ متفق علیہ ہے۔ کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔ (مظاہر حق ج ۱ ص ۴۴۵)

۲۵...... حضرت مولانا میاں نذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (اہل حدیث) فرماتے ہیں: ''اور حضرات انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبر میں زندہ ہیں۔ خصوصاً آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی عند القبر درود بھیجتا ہے میں سنتا ہوں اور دور سے پہنچایا جاتا ہوں۔'' (فتاویٰ نذیریہ ج ۲ ص ۵۵ ضمیمہ)

برادران اسلام! آپ نے قرآن کریم کی آیات واحادیث نبویہ اور اہلسنت والجماعت کے شراح قرآن وسنت کے استدلالات ونقد وجرح اور خلفاء راشدین اور ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعامل اور کبار تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے نظریات وحالات کو پڑھنا نیز ائمہ فقہ واجتہاد اور ان کے جبال علم تلامذہ وتبعین رحمۃ اللہ علیہم کے عقائد کا مطالعہ کیا۔

جن میں انہوں نے آنحضرت ﷺ کی روضہ اقدس کی حیات مبارکہ وسماع صلوٰۃ وسلام کے عقیدہ صحیحہ کا بصراحت اعلان فرمایا۔ کیا یہ جمیع حضرات (معاذ اللہ) مشرک اور قرآن کریم اور حدیث نبوی کے صحیح مفہوم سے ناواقف تھے؟ (ذرا عقل سے کام لیں۔ ابن حبیب)

عقیدہ حیات النبی ﷺ اور علماء دیوبند کثر ہم اللہ تعالیٰ

برادران اسلام! ۱۳۲۴ھ کے اوائل میں بعض حالات کی بنا پر علماء حرمین شریفین نے اکابر دیوبند سے براہ راست ۲۶، استفسارات کئے اور ان حضرات کے عقائد وافکار کو اصول اہلسنت پر جانچنے کی کوشش کی۔ چنانچہ اس وقت کے اکابر علماء یوبند نے اپنا مسلک پیش کیا اور اس پر اپنی مہریں ثبت فرمادیں۔ فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ (شارح ابی داؤد) نے انہیں لکھا اور حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی عزیز الرحمن، حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے سب بزرگوں نے اس پر تصدیقات تحریر فرمائیں اور فقط اعتماداً نہیں بلکہ تحقیقاً سب جواب دیکھ کر چنانچہ مفتی اقلیم ہند حضرت کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رأیت الاجوبۃ کلھا فوجدتھا حقۃ صریحۃ'' (میں نے تمام جوابات خود دیکھے اور انہیں حق صریح پایا)

ان عقائد پر مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، جامع ازہر (مصر) اور شام کے علمائے کبار (جن میں احناف، شوافع، موالک، حنابلہ مسالک اربعہ کے علماء سب شامل تھے) نے اس پر تصدیقات فرمائیں اور یہ المہند علی المفند نامی دستاویز عقائد علمائے دیوبند کے نام سے موسوم ہوئی۔ چنانچہ ان اسئلہ میں سے ایک سوال اور اس کا جواب بعینہ رقم

کیا جاتا ہے جو کہ اس کتاب کے مقصد صحیحہ کا ترجمان حقیقی ہے۔ بعد ازاں علماء دیوبند کی تصریحات بالتوضیح رقم کی جائیں گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

السوال الخامس: ''ماقولکم فی حیوۃ النبی ﷺ فی قبرہ الشریف ھل ذالک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المسلمین حیوۃ برزخیۃ'' کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے یا تمام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے؟

الجواب: ''عندنا وعند مشائخنا حضرت الرسالۃ ﷺ حیّ فی قبرہ الشریف و حیوتہ ﷺ دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء علیہم السلام والشھداء لابرزخیۃ کما ھی حاصلۃ لسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کما نص علیہ العلامۃ السیوطی فی رسالۃ انباء الاذکیا بحیوہ الانبیاء حیث قال قال الشیخ تقی الدین سبکی حیوۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیوتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوٰۃ تستدعی جسداً حیاً الی آخر ما قال فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذاالمبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ المأخذ بدیعۃ المسلک لم یر مثلھا قد طبعت وشاعت فی الناس واسمھا آب حیات ای ماءالحیوۃ'' (المہند علی المفند ص ۱۳ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند ضلع سہارنپور)

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ ﷺ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے۔ آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ اور برزخی نہیں ہے جو تمام مسلمانوں کو بلکہ تمام آدمیوں کو حاصل ہے۔ چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیا بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہدا کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ کو چاہتی ہے۔ الخ! پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کہ برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے اور ہمارے شیخ مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اس مبحث میں ایک مستقل رسالہ ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا بے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اس کا نام آب حیات ہے۔

چنانچہ اس اجمالی واجماعی عبارت کے بعد تفصیلاً وتوضیحاً اکابر علماء دیوبند سے عقیدہ حیات النبی ﷺ کو ثابت کیا جاتا ہے۔

۱...... حجۃ اللہ علی العالمین مرکز دائرۃ التحقیق، قطب افلاک اسرار التشریع حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں: ''رسول اللہ ﷺ بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام بالیقین قبر میں زندہ ہیں تو اس صورت میں آپ ﷺ کی ملک زائل ہونے ہی نہیں پائی جو وارثوں کی ملک اس کے قائم مقام ہو۔ بلکہ جیسے ہم تم کہیں چلے جائیں یا چندے کسی گوشہ میں بیٹھ رہیں اور ہمارے لواحق وغیرہ ہماری اشیاء کو برتیں اور اس سے ہماری ملک زائل نہیں ہوتی اور برتنے والے یا وارث مالک نہیں بن جاتے ایسے ہی رسول اللہ ﷺ بھی گوشہ قبر میں پنہاں ہو گئے اور آپ بدستور اپنے اشیاء اموال کے مالک، کوئی اور مالک نہیں ہو گیا اور حدیث: ''لانورث ماترکنا صدقہ'' جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اس حدیث کی لم بھی یہی معلوم ہوتی ہے کہ آپ ﷺ اب تک بقید حیات ہیں پر شیعہ (رافضیت نواز نام نہاد توحیدی) نہ سمجھیں تو کیا کیجئے۔'' (ہدایۃ الشیعہ ص ۲۶۸ تا ۲۶۹، از حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

☆...... علاوہ ازیں حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انبیائے کرام علیہم السلام کوانہیں اجسام دنیاوی کے تعلق کے اعتبار سے زندہ سمجھتا ہوں۔'' (لطائف قاسمیہ ص ۳)

☆...... ''اصل مضامین کی حقیقت تو اپنے نزدیک محقق ہوگئی یوں کوئی منکر نہ مانے تو وہ جانے۔ منکروں کا کام یہی ہے۔'' (آب حیات ص ۵)

☆...... ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنوز قبر میں زندہ ہیں اور مثل گوشہ نشینوں اور چلہ کشوں کے عزلت گزیں ہیں جیسے ان کا مال قابل اجرائے حکم میراث نہیں ہوتا ایسے ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مال بھی محل توریث نہیں۔'' (آب حیات ص ۲)

☆...... پھر فرماتے ہیں: ''ارواح انبیاء کو بدن سے علاقہ بدستور رہتا ہے۔ ہر اطراف وجوانب سے سمٹ آتی ہے۔'' (جمال قاسمی)

۲...... فخر المحدثین قطب الارشاد امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ولان النبیین علیہم السلام لما کانوا احیاء فلا معنی لتوریث الاحیاء منہم'' چونکہ انبیاء علیہم السلام سب کے سب زندہ ہیں اس لئے ان کے آگے وراثت چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (الکوکب الدری ج ۱ ص ۴۲۳)

☆...... پھر فرماتے ہیں: ''آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں''نبی اللہ حیّ یرزق''

(ہدایۃ الشیعہ ص ۱۱۸ از حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

☆...... پھر ارشاد فرمایا: ''مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔'' (فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ ص ۹۹)

۳...... المہند کے سابقہ سوال کے جواب کے بارے میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ھو معتقدنا ومعتقد مشائخنا جمیعاً لاریب فیہ'' ہمارے اور ہمارے مشائخ کا یہی عقیدہ ہے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں۔ (المہند ص ۴۶)

۴...... محدث کبیر حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حیّ فی قبرہ کما ان الانبیاء علیہم السلام احیاء فی قبورھم ولا فرق بین ان یکون فوق الارض او تحت حجابھا کما لا فرق فی حضورہ وغیبتہ فی زمان حیاتہ ولھذا العلۃ لم یذھب الیہ احد من الائمۃ'' یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں جیسے کہ سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اس میں کوئی فرق نہیں کہ وہ زمین کے اوپر دکھائی دیں یا پردہ زمین میں آرام فرما ہوں (وہ زندہ یقیناً ہیں) جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دنیا کی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر ہونے یا غائب ہونے میں (زندہ ہونے کے اعتبار سے) کوئی فرق نہ تھا۔

☆...... علاوہ ازیں تذکرۃ الخلیل میں ہے: ''آستانہ محمدیہ پر حضرت کی عجیب کیفیت ہوتی تھی آواز نکالنا تو کیا مواجہ شریف کے قریب یا مقابل بھی آپ کھڑے نہیں ہوتے تھے۔ خوفزدہ، مؤدبانہ، دبے پاؤں آتے اور مجرم وقیدی کی طرح دور کھڑے ہوئے بکمال خشوع صلوٰۃ وسلام عرض کرتے اور چلے آتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حیات ہیں لہٰذا پست آواز سے سلام عرض کرنا چاہئے۔ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود سنتے ہیں۔ (تذکرۃ الخلیل ص ۳۰۶)

۵...... شیخ الاتقیاء حضرت شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''جو کچھ اس رسالہ ''المہند'' میں لکھا ہے حق اور صحیح ہے اور کتابوں میں نص صریح کے ساتھ موجود ہے۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور یہی میرے مشائخ کا عقیدہ

تھا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس عقیدے کے ساتھ زندہ رکھے اور اسی عقیدے پر ہمیں موت دے۔ میں ہوں بندہ ضعیف عبدالرحیم عفی عنہ رائے پوری۔'' (المہند ص ۴۸)

۶..... امام کبیر محدث شہیر حضرت علامہ شیخ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری فرماتے ہیں: ''یرید بقولہ الانبیاء احیاء مجموع الاشخاص لا الارواح فقط'' آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کہ انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہوتے ہیں کا مطلب یہ نہیں کہ فقط ان کی ارواح زندہ ہیں بلکہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام روح و بدن کے مجموعے کے ساتھ زندہ ہیں۔ (تحیۃ الاسلام ص ۳۶)

۷..... حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسد کو کھا سکے۔'' پس خدا کے پیغمبر زندہ ہوتے ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔

ف..... پس آپ ﷺ کا زندہ رہنا بھی قبر شریف میں ثابت ہوا اور یہ رزق اس عالم کے مناسب ہوتا ہے اور گو شہداء کے لئے بھی حیات اور مرزوقیت وارد ہے۔ مگر انبیاء علیہم السلام میں ان سے اکمل واقویٰ ہے۔ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے حدیث انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور یہ نماز تکلیفی نہیں بلکہ تلذذ کے لئے ہے اور اس حیات سے یہ نہ سمجھا جائے کہ آپ ﷺ کو ہر جگہ سے پکارنا جائز ہے۔ (نشر الطیب ص ۳۵۷ شائع کردہ ادارہ اشرفیہ لاہور)

☆..... مزید فرماتے ہیں: ''آپ بنص حدیث قبر میں زندہ ہیں۔'' (التکشف ص ۴۴۶)

☆..... مدینہ منورہ جانے والا، یوں کہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کی زیارت کی۔ کیونکہ حضور ﷺ زندہ ہیں۔ (وعظ التبلیغ نمبر ۳ رجمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ)

۸..... شیخ الاسلام حضرت مولانا علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم فرماتے ہیں: ''الانبیاء احیاء عند ربھم یرزقون'' کہ انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور انہیں ان کے رب کے ہاں سے رزق ملتا ہے۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۳۳۰)

☆..... پھر فرماتے ہیں: ''ان النبی ﷺ حی کما تقرر وانہ یصلی فی قبرہ باذان واقامۃ'' بے شک حضور اکرم ﷺ زندہ ہیں اور یہ بھی صحیح ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر شریف میں اذان اور اقامت سے نمازیں پڑھتے ہیں۔ (فتح الملہم ج ۳ ص ۴۱۹)

۹..... حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ الحنفی التوفی ۱۲۹۷ھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خطبہ کی شرح میں فرماتے ہیں: ''ان حیاتہ ﷺ لا یتعقبھا موت بل یستمر حیاً والانبیاء احیاء فی قبورھم'' آنحضرت ﷺ کی حیات ایسی ہے کہ اس کے بعد موت وارد نہیں ہوتی بلکہ دوامی حیات آپ ﷺ کو حاصل ہے اور باقی حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

۱۰..... شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مدینہ منورہ کی حاضری محض جناب سرور کائنات ﷺ کی زیارت اور آپ ﷺ کے توسل کی غرض سے ہونی چاہئے۔ آپ ﷺ کی حیات نہ صرف روحانی ہے جو کہ عام مؤمنین کو حاصل ہے بلکہ جسمانی بھی ہے اور از قبیل حیات دنیوی بلکہ بہت سی وجوہ سے اس سے قوی تر ہے۔ (مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۱۱۹)

۱۱...... شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''انبیاء علیہم السلام کی حیات فی القبر کے بارے میں میرا وہی عقیدہ ہے جو اکابر علماء دیوبند کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی، دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالم برزخ برزخی بھی ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہلسنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے۔ ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔

جہاں تک مجھے علم ہے یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں بھی کبھی مختلف فیہ نہیں رہا۔ میرے خیال میں ہر صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منکر نہیں ہوسکتا۔ جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں۔ ان کے نزدیک تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روضہ اطہر کی حیات بدیہات میں سے ہے۔ احقر الانام احمد علی عفی عنہ!

(بحوالہ مقام حیات ص ۲۷۰، از علامہ خالد محمود صاحب مدظلہم العالیہ)

۱۲...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''تمام اہلسنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز اور عبادات میں مشغول ہیں اور حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی یہ برزخی حیات اگرچہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی۔ لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے اس لئے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مومنین بلکہ ارواح کفار کو بھی حاصل ہے۔''

(سیرۃ المصطفیٰ ج ۳ ص ۳۸۸، حیات نبوی ص ۲ مصنفہ مولانا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

۱۳...... شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بتعلق روح حیات حاصل ہے اور اسی حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں۔'' (بحوالہ ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی بابت ماہ اگست ۱۹۶۲ء)

اس عبارت صحیحہ وحقہ پر حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم دارالعلوم دیوبند، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان، حضرت مولانا محمد علی جالندھری اور حضرت مولانا قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دستخط ہیں۔

افسوس! آج کل کے رافضیت نواز توحیدی اس عبارت کی سماعت کے بعد فرماتے ہیں کہ: ''حضرت خان صاحب آخری عمر میں مداہن اور مشرک ہو گئے تھے۔'' معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! ؎

بریں عقل و دانش بباید گریست

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں حضرت خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

''کتب فقہ حنفی اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ عند القبر بذات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درود وسلام سنتے ہیں۔ سلف اہلسنت والجماعت میں اس کے اندر کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایسے عقیدہ والے کو کافر ومشرک کہنا بہت بڑی دلیری ہے۔ العیاذ باللہ! اللہ تعالیٰ ایسی جسارت سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور سلف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرماوے۔ واللہ اعلم بالصواب! عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی ۲۲/صفر ۱۳۹۶ھ

الجواب صحیح: لاشئی غلام اللہ، جواب درست ہے۔ ناکارہ خلائق غلام ربانی۔

۱۴..... استاذ العلماء سیدی وسندی حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی جامعہ امدادیہ حبیب المدارس یا کی والی (علی پور) فرماتے ہیں کہ: ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں اپنی مرقد اقدس و مضجع مطہرؔ میں متصف بحیات جسمانی وابدی ہیں اور بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کے صلوٰۃ وسلام کو بنفس نفیس سماعت فرما کر جواب مرحمت فرماتے ہیں اور یہی عقیدہ صحیحہ جمیع اسلاف اہل حق کا رہا ہے اور یہی عقیدہ ہم متبعین اہل حق کا ہے۔ جیسا کہ اس رسالہ میں بالتوضیح تحقیق ہو چکی ہے اور دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور مرتب عزیز کو اس عقیدہ صحیحہ پر تا حیات قائم رکھے اور اہل حق کی اتباع کامل عطاء فرما کر اپنی رضا ورحمت سے نوازے۔ آمین ثم آمین! الاحقر حبیب اللہ غفرلہ!

خادم جامعہ امدادیہ یا کیوالی ۲۸ رشوال المکرم ۱۴۰۷ھ

۱۵..... شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر مدظلہم العالیہ کا فیصلہ کن بیان فرماتے ہیں: ''بلا خوف وتردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ تقریباً ۱۳۷۴ھ تک اہلسنت والجماعت کا کوئی فرد کسی بھی فقہی مسلک سے وابستہ دنیا کے کسی خطے میں اس کا قائل نہیں رہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم السلام) کی روح مبارک کا جسم اطہر سے قبر شریف میں کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے کسی اسلامی کتاب میں عام اس سے کہ وہ کتاب حدیث وتفسیر کی ہو یا شرح حدیث اور فقہ کی علم کلام کی ہو یا علم تصوف وسلوک کی، سیرت کی ہو یا تاریخ کی کہیں صراحت کے ساتھ اس کا ذکر نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کا جسم اطہر کے ساتھ کوئی تعلق اور اتصال نہیں اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عند القبر صلوٰۃ وسلام کا سماع نہیں فرماتے۔ ''من ادعی خلافہ فعلیہ البیان ولا یمکنہ ان شاء اللہ تعالی الی یوم البعث والجزاء والمیزان'' (جس کو اس کے خلاف دعویٰ ہو وہ دلیل لائے اور ان شاء اللہ وقوع قیامت تک اس کے لئے اس کے خلاف دلیل لانا ناممکن ہے) (تسکین الصدور ص ۲۸۲)

۱۶..... استاذی سیدی وسندی عالم ربانی محدث کبیر حضرت مولانا سید حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لاہور

باسمہ سبحانہٗ وتعالیٰ

میرا عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام کے بارے میں وہی ہے جو اکابر دیو بند کا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

۱..... ہمارے اکابر دیو بند رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی معروف کتاب ''فیوض الحرمین'' سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

۲..... ان کے بعد شیخ الحدیث اوّل روح دار العلوم دیو بند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف ''آب حیات'' سے ان کا عقیدہ واضح ہے۔

۳..... مجدد مائۃ حاضرہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ کا عقیدہ ان کی کتاب ''زبدۃ المناسک'' سے واضح ہے۔ یہ سب بزرگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حیات کے قائل تھے جسے دنیوی برزخی کے الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اور جو کچھ کلمات خطاب وتوسل زبدۃ المناسک میں حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے غور فرمائے ہیں وہ شارح ہدایہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھے ہیں۔ ملاحظہ ہو: (فتح القدیر ج ۲ ص ۳۳۶، المقصد الثالث فی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

۴..... حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی و شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور شارح ابوداؤد ومہاجر مدینہ منورہ نے المہند میں تحریر فرمایا ہے:

السوال: ما قولکم فی حیوۃ النبی ﷺ فی قبرہ الشریف ھل ذالک امر مخصوص بہ ام مثل سائر المؤمنین حیوتہ برزخیۃ۔

الجواب: عندنا وعند مشائخنا حضرۃ الرسالۃ ﷺ حیّ فی قبرہ الشریف وحیوتہ ﷺ دنیویۃ من غیر تکلیف وھی مختصۃ بہ ﷺ وبجمیع الانبیاء علیہم السلام والشھداء لابرزخیۃ کما ھی حاصلۃ بسائر المؤمنین بل لجمیع الناس کماعلیہ العلامۃ السیوطی فی رسالتہ "انباءالاذکیاء بحیوۃ الانبیاء" حیث قال قال الشیخ تقی الدین السبکی حیوۃ الانبیاءوالشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلوٰۃ موسیٰ علیہ السلام فی قبرہ فان الصلوۃ تستدعی جسداً حیاً الی آخر ما قال فثبت بھذا ان حیوتہ دنیویۃ برزخیۃ لکونھا فی عالم البرزخ ولشیخنا شمس الاسلام والدین محمد قاسم العلوم علی المستفیدین قدس اللہ سرہ العزیز فی ھذہ المبحث رسالۃ مستقلۃ دقیقۃ المأخذ بدایۃ المسلک لم یر مثلھا قد طبعت وشاعت فی الناس واسمھا "آب حیات" ای "ماءالحیات" از عقائد علمائے دیوبند (المہند ص۲۲۱ مطبوعہ دارالاشاعت کراچی) جس کا ترجمہ یہ ہے:

سوال: آپ حضرات جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کیا فرماتے ہیں کیا آپ کو کوئی خاص حیات حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے (یعنی آپ باشعور ہیں) البتہ دنیا میں جس طرح مکلف تھے، اب مکلف نہیں ہیں اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ حیات کی یہ قسم محض برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو جیسا کہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ انبیاء وشہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے۔ کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے۔ الخ! پس اس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات دنیوی ہے اور برزخی ہے۔ کیونکہ یہ عالم برزخ میں جاری اور حاصل ہے اور ہمارے شیخ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب قدس سرہ کا اس مبحث میں اس مستقل رسالہ بھی ہے جس کا ماخذ نہایت دقیق ہے اور وہ انوکھے طرز کا بے مثل ہے جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آب حیات ہے۔

المہند کے مندرجات کی صحت پر علماء حرمین بلکہ دنیا بھر کے اساطین امت کے دستخط ہیں اور اس کے مضامین کی تصدیقات وتقاریظ تحریر ہیں۔ سب سے پہلے دستخط حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اسیر مالٹا خلیفہ حضرت حاجی امداداللہ صاحب وجانشین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نوراللہ قبورہم کے ہیں۔ پھر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہ کے تلمیذ خاص حضرت مولانا سید احمد حسن صاحب امروہی رحمۃ اللہ علیہ کے اور حضرت مفتی عزیز الرحمن شاہ رحمۃ اللہ علیہ مفتی دارالعلوم دیوبند، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ برادر حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم علماء بلاد ہند کی تصدیقات درج ہیں۔ پھر علماء مکہ مکرمہ کی تصدیقات ہیں۔ پھر علماء ومفتیان کرام مدینہ منورہ کی طویل تحریرات وتصدیقات ہیں اور علماء شام میں علامہ شامی کی اولاد میں سے محمد ابوالخیر ابن عابدین کی تصدیق بھی ہے اور دیگر علماء شام کی بھی۔ جامع ازہر اور مصری علماء کی بھی۔ یہ سب المہند میں ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔

۵...... ان حضرات کے بعد استاذنا المکرم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد المدنی نور اللہ مرقدہٗ جنہوں نے دارالعلوم دیوبند میں ایک ثلث صدی درس حدیث دیا۔ اپنی کتاب ''نقش حیات'' میں یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں: ''علماء دیوبند وفات ظاہری کے بعد انبیاء علیہم السلام کی حیات جسمانی اور بقاء علاقہ بین الروح والجسم کے مثبت ہیں اور بڑے زور شور سے اس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ رسالہ آب حیات نہایت مبسوط رسالہ خاص اسی مسئلہ کے لئے لکھا گیا ہے۔ نیز ہدیۃ الشیعہ، اجوبہ اربعین حصہ دوم اور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس سرہ العزیز اس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔''

(نقش حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

غرض اکابر دیوبند کا جو اہلسنت والجماعت حنفی ہیں سب کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے اور یہی میرا عقیدہ ہے۔

۶...... جناب شیخ محمد بن عبدالوہاب النجدی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب شیخ عبداللہ بن محمد عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ''والذی نعتقدہ ان رتبۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اعلٰی مراتب المخلوقین علی الاطلاق وانہ حی فی قبرہ حیاۃ برزخیۃ ابلغ من حیاۃ الشھداء المنصوص علیھا فی التنزیل اذ ھو افضل منھم بلاریب وانہ یسمع سلام المسلم علیہ'' (ترجمہ) اور جو ہم اعتقاد رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ترین رتبہ ہے اور یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبر مبارک میں برزخی حیات حاصل ہے جو شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے جس کو قرآن پاک میں بیان فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ شہداء سے بلاشبہ افضل ہیں اور یہ عقیدہ ہے کہ آپ سلام کرنے والے کا سلام سنتے ہیں۔ (رسالہ شیخ عبداللہ ص ۴۱)

شیخ عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''ابلغ من حیاۃ الشھداء'' کا جملہ استعمال کیا ہے جیسے کہ سمجھانے کے لئے المہند وغیرہ میں بھی حیات دنیویہ کے الفاظ لکھے گئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم نے اپنے ایک مضمون میں اس رسالہ کے اقتباسات دیئے ہیں۔ پھر یہ مضمون دارالعلوم دیوبند کے پندرہ روزہ عربی رسالہ الداعی میں بالاقساط شائع ہوا۔ مذکورہ بالا عبارت الداعی ۲۵ رجنوری ۱۹۷۸ء کے شمارہ سے لی گئی ہے۔

بہرحال یہی وہ مسلک ہے جس پر علماء امت کا اتفاق چلا آرہا ہے۔

(نوٹ) یہ امر بھی ملحوظ رکھنا چاہئے کہ ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ علی الاطلاق سماع موتی کے قائل تھے اور انتقال یا دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے سے بھی منع نہ کرتے تھے۔ وہ لکھتے ہیں: ''وقد ثبت فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لقنوا موتاکم لا الٰہ الا اللہ فتلقین المیت سنۃ مامور بھا وقد ثبت ان المقبور یسأل ویمتحن وانہ یومر بالدعاء لہ فلھذا قیل ان التلقین ینفعہ فان المیت یسمع النداء کما ثبت فی الصحیح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال ''لیسمع قرع نعالھم'' وانہ قال ما انتم باسمع لما اقول منھم وانہ امرنا بالسلام علی الموتی فقال ما من رجل یمر بقبر الرجل کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم الا رد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام'' (فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۸۹)

(ترجمہ) بخاری اور مسلم شریف میں یہ حدیث صحیح آئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کیا کرو۔ لہٰذا میت کی تلقین سنت ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد میت سے سوال ہوتا ہے۔ اس کا امتحان ہوتا ہے اور یہ کہ اس کے لئے دعا کے واسطے کہنا چاہئے۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ تلقین میت کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ کیونکہ میت آواز سنتا ہے جیسا کہ صحیح روایت (بخاری) میں آیا ہے کہ وہ بلاشبہ ان کے جوتوں کی چاپ (اپنی قبر میں سے) سنتا ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جو کچھ ان (بدر میں تین روز قتل ویران کنویں میں ڈالے گئے مقتول کافروں) سے کہہ رہا ہوں وہ تم ان سے زیادہ نہیں سن رہے اور آپ نے ہمیں مردوں کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جب کہ وہ اسے دنیا میں جانتا تھا اور وہ اسے (صاحب قبر کو) سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (قبر میں) اس پر اس کی روح کو لوٹا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ رحمہ اللہ ج ا ص ۲۷۹)

لیکن ابن تیمیہ رحمہ اللہ سماع موتی کے اس حد تک قائل ہیں جتنا حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے: ''اللھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه'' کتبہ: حامد میاں ۲۳ رذی الحجہ ۱۴۰۰ھ/ ۲ رنومبر ۱۹۸۰ء یکشنبہ، (۲) عبدالحمید غفرلہ مدرس جامعہ مدنیہ لاہور (۳) محمد کریم اللہ غفرلہ مدرس جامعہ مدنیہ و فاضل دارالعلوم دیوبند (۴) عبدالرشید عفی عنہ مدرس جامعہ مدنیہ (۵) ظہور الحق غفرلہ مدرس جامعہ مدنیہ۔

۱۷...... حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں اکابر دیوبند رحمہم اللہ کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہٖ محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے۔

فرق صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جائے بلاواسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں یہ تصریحات موجود ہیں۔ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کی تو مستقل تصنیف ''حیات انبیاء'' پر آب حیات کے نام سے موجود ہے۔ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمہ اللہ جو حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہ اللہ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ المہند علی المفند بھی اہل انصاف اور اہل بصیرت کے لئے کافی ہے۔ اب جو اس مسلک کے خلاف دعویٰ کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل!

تصدیقات

۱...... مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامی کراچی

۲...... مولانا عبدالحق عفی عنہ حقانیہ اکوڑہ خٹک

۳...... مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ

۴...... مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ

۵...... مولانا شمس الحق عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۶...... مولانا محمد ادریس کان اللہ لہٗ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

۷...... مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

۸...... مولانا محمد رسول خان عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

۹...... مولانا مفتی محمد شفیع عفا اللہ عنہ مہتمم دار العلوم کراچی

۱۰...... مولانا احمد علی عفی عنہ امیر نظام العلماء وامیر خدام الدین لاہور

تلک عشرۃ کاملہ۔ بحوالہ ضرب المہند علی القول المسند۔ مؤلفہ: حافظ حبیب اللہ ڈیروی

۱۸...... شیخ المشائخ حضرت مولانا میاں مسعود احمد دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین درگاہ عالیہ دین پور شریف

الحمد للہ و کفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی امابعد!

زیر نظر کتاب (تسکین الاتقیاء فی حیاۃ الانبیاء) پروفیسر مولوی محمد مکی صاحب کی قابل قدر تالیف ہے۔ جس میں موصوف نے دور حاضر کے ایک خطرناک فتنے کے خلاف قلم اٹھایا ہے اور امت مسلمہ بالعموم اور حاملان مسلک دیوبند کو بالخصوص اس فتنہ سے خبردار کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ پاک موصوف کو جزائے خیر عطاء فرمائیں۔ (آمین)

اگرچہ ہمارے اکابرین دیگر فتن کی طرح اس فتنہ سے بھی کبھی نچنت نہیں رہے اور ان صاحب بصیرت حضرات نے اس وقت اس خبیث فتنہ سے خبردار کیا جب یہ کسی کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا۔ حضرت اقدس ثانی (حضرت مولانا عبد الہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ) فرمایا کرتے تھے کہ تقسیم ہند سے پہلے حضرت اوّل (حضرت خواجہ غلام محمد صاحب دین پوری رحمۃ اللہ علیہ) نے خانپور میں ایک جلسہ کا اہتمام فرمایا تھا جس میں شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیاء علیہم السلام کے موضوع پر تقریر فرماتے ہوئے اس مسئلہ کو پورے شرح وبسط کے ساتھ واضح فرمایا اور اس فتنہ کے مضرات سے آگاہ فرمایا اور خود حضرت اقدس ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی حیات مبارکہ میں تقسیم ہند کے بعد جب اس نامبارک فتنہ کے بداثرات کو نمایاں ملاحظہ فرمایا تو اپنے متعلقین کے حلقہ میں دورہ فرما کر اس فتنہ کے بارے میں نہ صرف آگاہ فرمایا بلکہ ایک مقامی مدرسہ کے بارے میں جس کے کارپردازان کے اذہان اس فتنے سے مسموم ہو چکے تھے۔ اپنے متعلقین کو منع فرمایا کہ اپنے بچوں کو اس مدرسہ میں تعلیم نہ دلوائیں۔ چند لوگوں نے حضرت کے اس مشورہ کو نہ مانا لیکن کچھ عرصہ گزرنے پر جب اس عدم قبول کے بداثرات سامنے آئے تو انہوں نے حضرت اقدس کے موقف کو درست تسلیم کیا۔ مگر اس وقت تک ان لوگوں کی اولاد صاحب مدرسہ، مہتمم اور مدرس بن کر اس فتنہ انکار حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تخم ریزی کر رہی تھی اور خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق بنی ہوئی تھی اور یہ فتنہ اس لحاظ سے مسلک دیوبند رکھنے والوں کے لئے زیادہ مہلک ہے کہ فتنہ پرداز خود کو دیوبندی کہتے ہیں۔

حالانکہ حضرات دیوبند جن پر ہمیں مکمل اعتماد ہے کہ عقیدہ حضرت حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سے لے کر مولانا اسعد مدنی مدظلہ العالی تک اثبات حیات انبیاء علیہم السلام ہے نہ کہ انکار حیات۔

بحمد اللہ اکابرین دین پور شریف سید العارفین حضرت خلیفہ غلام محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت اقدس حضرت مولانا عبد الہادی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور موجودہ سجادہ نشین حضرت مولانا سراج احمد صاحب دین پوری مدظلہ العالی کا عقیدہ اس مسئلہ میں اثبات حیات تھا اور ہے اور ان شاء اللہ رہے گا۔ بفضلہ تعالیٰ فقیر بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس مسئلہ میں اثبات حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قائل ہے اور فقیر کی تمام امت مسلمہ اور بالخصوص اپنے متعلقین سے درخواست ہے کہ عقائد درست رکھیں۔ خصوصاً اس مسئلہ میں انکار حیات کا عقیدہ خدانخواستہ اختیار کر کے اپنے شجر ایمان کو بے ثمر نہ کریں۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین! ازطرف بندہ ناچیز مسعود احمد درگاہ عالیہ دین پور شریف

۲۲ رذوالحجہ ۱۴۲۰ھ

۱۹...... علماء دیو بند کا مسلک از مولانا حبیب الرحمن قاسمی مدظلہٗ (مدیر ماہنامہ دار العلوم دیو بند)

علماء دیو بند کا یہ ایمان ہے کہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ افضل البشر اور افضل الانبیاء ہیں۔ مگر ساتھ ہی آپ کی بشریت کا بھی اقرار کرتے ہیں۔ وہ آپ کے علو درجات ثابت کرنے کے لئے حدود عبدیت کو توڑ کر حدود معبودیت میں پہنچا دینے سے کلی احتراز کرتے ہیں وہ آپ کی اطاعت کو فرض عین سمجھتے ہیں۔ مگر آپ کی عبادت کو جائز نہیں سمجھتے۔ وہ برزخ میں آپ ﷺ کی حیات جسمانی کے قائل ہیں۔ مگر وہاں معاشرت دنیوی کے قائل نہیں وہ آپ کے علم عظیم کو ساری کائنات کے علم سے بدرجہا زیادہ جانتے ہیں۔ پھر بھی اس کے ذاتی ومحیط ہونے کے قائل نہیں۔

(دار العلوم دیو بند کا ترجمان ماہنامہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۹۹ء بعنوان حرف آغاز علماء دیو بند کا مسلک)

(۲۰) عقیدہ حیات النبی ﷺ کے متعلق سوال اور اس کا جواب

(از حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی مدینہ منورہ)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! آپ کا سوال نامہ موصول ہوا۔ تفصیلی معلومات کے لئے آپ میری کتاب ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' کا احوال برزخ، مطالعہ فرمائیں۔ جن لوگوں کو شہرت مطلوب ہوتی ہے اور ان سے پہلے بڑے بڑے اکابر شہرت پاچکے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کوئی نئی بات نیا عقیدہ تراشتے ہیں تاکہ ان کی بھی ایک جماعت بن جائے اور اس جماعت کے سربراہ اور قائد مشہور ہو جائیں۔ زمانہائے قدیم میں خوارج ومعتزلہ اور ان جیسے بہت سے فرقے نکل چکے ہیں۔

مماتیوں کا فرقہ بھی اسی طرح کا ایک نیا فرقہ ہے۔ یہ لوگ اپنی تحقیقات میں حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی آگے نکل گئے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث صحیحہ صریحہ کے بھی خلاف بولنے لگے گویا کہ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ نے صحیح بات نہیں بتائی تھی۔ (معاذ اللہ) ان کے سامنے جب کوئی آیت یا حدیث پیش کی جاتی ہے تو اپنے مسلک پر جمے رہنے کی وجہ سے اس میں تاویل کر دیتے ہیں جو تحریف کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔ اپنے نکالے ہوئے عقیدہ پر جمنا اور قرآن وحدیث کو نہ ماننا پھر بھی ایمان کا دعویٰ کرنا یہ ان لوگوں کا عجیب حال ہے۔ جب ان کے سامنے حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات بعد الممات کی روایات پیش کی جاتی ہیں تو کہہ دیتے ہیں کہ ان کا قبر سے کوئی تعلق نہیں برزخ سے ہے۔ یہ ان لوگوں نے رد کرنے کا بہانہ نکالا ہے حالانکہ برزخ موت سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کے زمانہ کا نام ہے قبروں میں جو احوال گزرتے ہیں وہ بھی برزخ میں ہیں اور موت کے بعد جو دیگر حالات گزرتے ہیں وہ بھی برزخ میں ہیں۔

مماتی لوگ صحیح حدیث کے منکر ہیں۔ دیکھو (صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۸) میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''مررت علی قبر موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ'' اس میں فی قبرہ کا لفظ واضح طور پر موجود ہے۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ مماتی لوگوں کو حدیث ماننا نہیں اپنے مسلک پر جمنا ہی ان کے نزدیک اصل دین ہے چونکہ مماتی لوگ رسول اللہ ﷺ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کی قبروں والی بات کے قائل نہیں۔ اس لئے مدینہ منورہ حاضر ہوتے ہیں تو قبر شریف کے پاس حاضر ہو کر سلام بھی نہیں پڑھتے یہ لوگ اپنی تحقیق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی آگے بڑھ گئے۔ (معاذ اللہ)

حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں نقل فرمایا ہے کہ: "حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر کا ارادہ فرماتے یا سفر سے واپس آتے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر آتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھ کر اور دعا کر کے واپس چلے جاتے۔ اس کے بعد امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "ھکذا ینبغی ان یفعل اذا قدم المدینۃ یاتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم" یعنی مدینہ منورہ میں حاضری دینے والے کو ایسا ہی کرنا چاہئے کہ جب وہاں حاضر ہو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آئے۔"

حافظ سخاوی رحمہ اللہ نے "القول البدیع" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بھی یہ عمل نقل کیا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر سلام پڑھا اور واپس چلے گئے۔ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے بھی الشفاء میں اس کو نقل کیا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے روز مجھ پر درود کثرت سے بھیجا کرو کیونکہ یہ دن مشہور ہے (جس کے معنی یہ ہیں) کہ اس میں فرشتوں کی آمد (بکثرت) ہوتی ہے (پھر ارشاد فرمایا کہ) بے شک تم میں سے جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ اس کا درود میرے سامنے پیش ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے فارغ ہو۔ سوال کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کے بعد کیا ہوگا ارشاد فرمایا کہ وفات کے بعد بھی درود پیش ہوگا۔ کیونکہ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر یہ حرام فرما دیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے۔ لہٰذا اللہ کا نبی زندہ رہتا ہے اور اس کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔ (رواہ ابن ماجہ باسناد جید کما قال المنذری فی الترغیب)

حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے "اشعۃ اللمعات" شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے: "وحیات انبیاء متفق علیہ است، ہیچ کس را در وے اختلافے نیست، حیات جسمانی دنیاوی نہ حیات معنوی روحانی۔"

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات کا ایسا مسئلہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے کسی کو اس میں اختلاف نہیں اور یہ حیات جسمانی ہے جیسا کہ دنیا میں تھی ان کی زندگی روحانی اور معنوی نہ سمجھی جائے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنے رسالہ "انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء علیہم السلام" میں تحریر فرماتے ہیں کہ: "آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر تمام انبیاء کرام علیہم السلام کا قبروں میں زندہ ہونا ہمیں علم قطعی کے ساتھ معلوم ہے۔ کیونکہ اس بارے میں دلائل قائم ہیں اور اخبار تواتر کے ساتھ پہنچی ہیں حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس بارے میں مستقل رسالہ تالیف فرمایا ہے کہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔"

جتنے بھی فرقے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرات اکابر اہل سنت کے مسلک کو چھوڑ کر نکلتے ہیں وہ کسی نہ کسی گمراہی میں ضرور مبتلا ہوتے ہیں اور (کل محدثۃ ضلالۃ) کے مصداق ہوتے ہیں اور جو لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبور کے قائل نہیں وہ لوگ اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بھی مخالف ہیں اور یہ لوگ دیوبندی بھی نہیں ہیں۔ اگر تقیہ کر کے دیوبندی بن کر چندے کرتے ہیں اور طلبہ تقیہ کر کے دیوبندی بن کر ان کے مدارس میں داخلہ لیتے ہیں۔ پھر چپکے چپکے اپنا خود تراشیدہ عقیدہ پھیلاتے ہیں۔ اگرچہ ان لوگوں میں ایمان اور انصاف ہے تو واضح طور پر اعلان کر دیں کہ ہم دیوبندی نہیں ہیں اور اکابر دیوبند کو بھی ان سے برأت ظاہر کرنا لازم ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آ کر سلام پیش کرتے ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے کہتے تھے کہ (السلام علی ابی بکر اور السلام علیک یا ابتہ) مماتیوں کے نزدیک حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ گمراہ تھے۔ (معاذ اللہ)

اب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات سنو۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۵۴) کی آخری حدیث ملاحظہ کیجئے: ''وعن عائشۃ قالت کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ ﷺ وانی واضع ثوبی واقول انما ھو زوجی وابی فلما دفن عمر معھم فو اللہ ما دخلتہ الا وانا مشدودۃ علیٰ ثیابی حیاء من عمر (رواہ احمد)'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ میرے جس گھر میں دفن ہیں۔ اس میں (اپنے زائد) کپڑے رکھ کر چلی جاتی تھی اور دل میں کہتی تھی کہ میرے شوہر ہیں اور میرے والد ہیں۔ جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی دفن کر دیئے گئے تو اللہ کی قسم میں اس گھر میں اس حال میں داخل ہوتی تھی کہ خوب اچھی طرح اپنے کپڑوں کو باندھ لیتی تھی اور یہ عمر رضی اللہ عنہ سے شرمانے کی وجہ سے کرتی تھی۔

حضرت رسول اکرم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ نہ سمجھتیں اور یہ جانتی ہوتیں کہ مٹی میں مل کر خاک ہو گئے تو یہ سوچنے کی کیا ضرورت تھی۔ میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں اسی طرح اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں زندہ نہیں تھے تو شرمانے اور کپڑے لپیٹنے کی ضرورت کیا تھی؟ سب جانتے ہیں کہ احادیث شریفہ کی سب سے زیادہ روایت کرنے والے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ حضرات مماتیوں کے نزدیک قبر والی زندگی مان کر مشرک ہو گئے تو ان کی کوئی بھی روایت معتبر نہیں ہوئی۔ مماتی لوگ ان دونوں حضرات کی روایات سے ہاتھ دھو بیٹھیں اور ان کی کسی بھی روایت سے استدلال نہ کریں۔

حضرت امام محمد بن الحسن رحمۃ اللہ علیہ صاحب مؤطا بھی مقام اعتماد و اعتبار سے ساقط ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے قبر شریف پر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا سلام پیش کرنا نقل کیا ہے۔ یاد رہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بہت بڑے معتمد شاگرد تھے فقہ حنفی انہی کا مرتب اور مدون کیا ہوا ہے۔

آپ نے سوال کا ہے کہ تیرا کیا مسلک ہے؟ میرا کوئی نیا مسلک نہیں۔ میں علماء اہلسنت کے مسلک پر ہوں اور قبور میں حیات الانبیاء علیہم السلام کی جسمانی حیات کے منکرین کو گمراہ اور اہل سنت والجماعت سے خارج سمجھتا ہوں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب! محمد عاشق الٰہی عفا اللہ عنہ المدینۃ المنورہ

(ماخوذ از ماہنامہ حق چاریار جون ۲۰۰۰ء مدیر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ)

آخری فیصلہ

فخر المحدثین والفقہاء حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''من ینکر حیاتہ ﷺ فی قبرہ کان فؤادہ فارغا من حبہ وعقلہ خالیاً من لبہ'' جو شخص حضور اکرم ﷺ کے اپنی قبر شریف میں زندہ ہونے کا انکار کرتا ہے اس کا دل حضور اکرم ﷺ کی محبت سے فارغ ہے اور اس کی عقل بصیرت سے خالی ہے۔ (اعلاء السنن ج ۱۰ ص ۳۲۹)

آخری گزارش

برادران اسلام! قبل ازیں رقم کردہ آیات قرآنیہ اور حضرات مفسرین اہلسنت کی توضیحات واحادیث

مبارکہ اور حضرات محدثین کرام کی تصریحات وتشریحات اور علماء متقدمین ومتاخرین کی تحقیقات وارشادات سے مسئلہ حیات النبی ﷺ کو واضح کیا گیا ہے۔ لیکن فائدہ اسے پہنچے گا جس کا دل محبت واحترام نبوت سے مالا مال ہوگا اور یہودیت وعیسائیت کی حرکات مذمومہ واعتزال ورفض کی بدبو سے مصؤن ومحفوظ ہوگا اور میدان محشر میں صاحب لواء الحمد وحوض کوثر کی شفاعت پر یقین کامل ہوگا۔

یاد رکھئے! یہ رافضیت نوازی واعتزال وخارجیت ذہنی اور اس کا افشاء صرف اور صرف ان علماء حق کے گروہ کو تباہ وبرباد کرنا اور انہیں افتراق وتشتت کا شکار کرنا ہے (جن کے اسلاف نے دین مصطفوی کے خلاف اٹھنے والے ہر بدتمیز سیلاب کا اسوۂ نبوت کو تھامتے ہوئے جواں مردی سے مقابلہ کیا) تاکہ آئندہ کسی طوفان خبیث کے تقابل کی ان میں جرأت مفقود ہوجاوے۔ لیکن اس عزم غلیظ کو لے کر چلنے والے گوتے یاد رکھیں کہ فیصلہ خداوندی ہے: ''ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین'' چنانچہ ہمارے اسلاف کی خدمات دینیہ سے دنیائے عرب وعجم متعارف ہے کہ خدمت قرآن وحدیث وخدمت فقہ وسلوک اور خدمت ابلاغ دین میں انہوں نے کیا کیا کارہائے نمایاں سرانجام دیئے اور دے رہے ہیں اور تا قیامت دیتے رہیں گے۔ ان شاء اللہ کہ اپنے تو اپنے غیر بھی انہیں حضرات کے بحرعلم کی تری کے ذریعہ علمی دنیا میں زندگی حاصل کر رہے ہیں۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　چشمہ آفتاب را چہ گناہ

برادران اسلام! خدارا قرآن وسنت کو اصحاب نبوت وتابعین وتبع تابعین وجمہور علماء امت اسلامیہ کے عقائد وافکار کی روشنی میں سمجھو بصورت دیگر عدم اعتقادی وعدم ایمانی کی ایسی تاریک گھاٹی میں گر جاؤ گے جس سے پھر نکلنا محال ہے۔ ''اللھم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔ آمین''

ابن حبیب عفی عنہ

ذریت مماتیت کو چیلنج

۱...... صرف ایک آیت قرآنیہ پر نشاندہی کریں جس میں بصراحت آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر میں مردہ ہونے (معاذ اللہ) اور صلوٰۃ وسلام نہ سننے کا بیان ہو یا اہلسنت والجماعت (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے کسی ایک مفسر کا صریح حوالہ پیش کریں جس نے کسی آیت قرآنیہ سے اس نظریہ فاسدہ کا استنباط کیا ہو۔

۲...... صرف ایک حدیث صریح کا حوالہ پیش کریں یا کسی ایک سنی محدث نے کسی ایک حدیث سے صراحتاً اس نظریہ باطلہ کا استنباط کیا ہو بیان کریں۔

۳...... دور نبوی سے لے کر ۱۴۲۷ھ تک کے ادوار میں کسی ایک صحابی، تابعی، تبع تابعی، امام مجتہد، مفسر، محدث، متکلم، فقیہ وصاحب تصوف کا صرف ایک قول صریح پیش کردیں جس میں اس نے آپ لوگوں کی طرح نبی کریم ﷺ کو (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) روضہ اطہر میں مردہ اور بے جان کہا ہو اور حاضر ہونے والوں کا صلوٰۃ وسلام نہ سننے والے ثابت کیا ہو۔ (دیدہ باید)

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے　　یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللهِ أَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُونَ (القرآن)

الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون (الحديث)

علمی و تحقیقی

مباحث

مؤلف:

ابوالحسن مولانا محمد بلال منڈی بہاؤالدین